امام احمد رضا اور چلتی ٹرین میں نماز کے عدم جواز سے متعلق جدید تحقیق کے خلاف

ایک فکر انگیز تحریر "بنام"

# لِجامِ نوری

تصنیف


جامع معقولات و منقولات حضرت علامہ مفتی محمد رفیق الاسلام نوری صاحب قبلہ

صدر شعبہ افتاء، جامعہ غوثیہ شکوریہ بلہور کانپور یوپی

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہٖ الکریم وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

امام احمد رضا اور چلتی ٹرین میں نماز کے عدم جواز سے متعلق جدید تحقیق کے خلاف

ایک فکر انگیز تحریر "بنام"

# لجامِ نوری

﴿تصنیف﴾

جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ مفتی محمد رفیق الاسلام نوری صاحب قبلہ

صدر شعبہ افتاء جامعہ غوثیہ شکوریہ بلہور کانپور یوپی

ناشر

حضرت علامہ ومولانا مشرف رضا صاحب حشمتی وحضرت علامہ سید انصار الحق صاحب قبلہ

ودیگر اساتذۂ جامعہ ھٰذا

نام کتاب: لجامِ نوری

مصنف: حضرت علامہ مفتی محمد رفیق الاسلام نوری صاحب قبلہ

کمپوزنگ وڈیزائنگ: محمد وقار رضا مشاہدی مصباحی
(نور گرافکس راوت پور کانپور)

تعداد: ۱۱۰۰

سن اشاعت: ۱۴۳۵ھ/۲۰۱۳ء

ناشر: جامعہ غوثیہ شکوریہ بلہور کانپور یوپی

(ملنے کا پتہ)
جامعہ غوثیہ شکوریہ بلہور کانپور یوپی

# ہم اور ہمارا ادارہ

(از)

حضرت علامہ ومولانا الحاج محمد انیس الرحمٰن صاحب قبلہ نوری
پرنسپل الجامعۃ العربیہ غوثیہ شکوریہ بلہور کانپور

الحمد للہ ہمارے ادارہ نے اسی موقف کا اظہار کیا ہے جو اعلیٰحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی نورانی عبارت سے ظاہر ہے۔ ''چلتی ٹرین میں نماز کے جواز یا عدم جواز '' کا مسئلہ اگرچہ کوئی بنیادی مسئلہ نہیں بلکہ میری نظر میں یہ ایک فروعی مسئلہ ہے۔اس میں علماء کرام کی تحقیقات مختلف ہو سکتی ہیں۔جواز اور عدم جواز کی بنیادوں میں بھی اختلاف ہوسکتا ہے۔

ایسے جدید اختلافی مسائل میں ہمارے ادارے کا وہی موقف ہوگا جو فتاوائے رضویہ کے تحقیقاتی معیار کے مطابق ہو۔اس سے انحراف ہمارے عملی دستور سے انحراف کے مترادف ہوگا۔اس لئے ہم نے ٹرین کے مسئلہ پر بھی اپنی رائے کا اظہار کیا تاکہ علاقائی اہلسنت کو اپنے اس خموش سوال کا جواب مل سکے۔انھوں نے ہم سے جس کی امید وابستہ کر رکھی ہے۔

محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ کی تحقیق بھی ہماری نگاہوں کے سامنے ہے۔یقیناً انھوں نے اس مسئلہ پر کافی محنت کی ہے۔یہ ان کی تحقیق ہے۔ہمارے سامنے فتاوائے رضویہ کی صراحت موجود ہے۔اس میں فاضل محقق کی طرف سے جو شبہات ہیں ان کے ازالہ میں ہمارے دارالافتاء نے یہ کتاب ترتیب دی ہے، جو '' لجام نوری '' کے نام سے منظر عام پر آ رہی ہے جو در اصل حضرت مفتی محمد رفیق الاسلام صاحب نوری کی قلمی کاوش کا نتیجہ ہے۔

☆ اس میں کسی سے اختلاف ہمارا مقصد نہیں بلکہ فتاوائے رضویہ کی تائید وحمایت

اصل مقصد ہے۔اس میں اگر کوئی اپنے خلاف سمجھے تو ہمیں افسوس تو ضرور ہوگا لیکن پرواہ نہیں۔کہ ہمارا ادارہ مسلک اعلیٰ حضرت کا ترجمان ہے اس پر ہمیں فخر ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ اس ادارہ کو خدمت مسلک اعلیٰ حضرت کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

محمد انیس الرحمان نوری
الجامعۃ العربیہ غوثیہ شکوریہ بلہور کانپور
۲۱رنومبر ۲۰۱۳ء

# ہم اور فتاوائے رضویہ

از حضرت علامہ ومولانا محمد عالم رضا صاحب نوری
قاضی شہر کانپور یوپی

دینی اداروں میں ایک صدی سے ایک عظیم فن کا نام ''احمد رضا'' ہے۔ اہلسنت میں ہر ایک نے اس فن میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن اس پر عبور حاصل کرنے کا دعویٰ آج تک کسی نے نہ کیا۔ کرے بھی تو کیسے؟ جبکہ ہمارے مسلم الثبوت بزرگوں کے تاثرات بڑے انمول ہیں ان میں سے صرف پانچ حضرات کے علم وحکمت سے لبریز پانچ جملے حوالہ قرطاس ہیں۔

☆ حضرت علامہ شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں.......

" ان کی پیشانی جس سے روشن ہے وہ نور ربانی ہے"

(الرضا 1962ء بحوالہ القمر پٹنہ)

☆ سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں............................

"حضور خاتم الاکابر نے علم وعمل میں ان کی تقلید واتباع کا فرمان جاری فرمایا ہے"

(ماہنامہ پاسبان اکتوبر 1979ء)

☆ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں..........................................

" سیکڑوں جامعات اور یونیورسٹیوں پر وہ تنہا بھاری تھے"

(اعلیٰ حضرت بحیثیت مفکر اسلام ص ر۱۳)

☆ حضور خواجہ مصباح الحسن صاحب چشتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں.............

" مولانا احمد رضا خاں صاحب کے خلاف قدم اٹھانے والا

میرا نہیں ہو سکتا "

(اے عشق تیرے صدقے ص ۱۶)

☆ تاج الفقہاء حضرت علامہ عبد المقتدر صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں............

"مجددیت کے سارے شرائط ذات گرامی میں بدرجہ اتم موجود ہیں"

(تحفہ حنفیہ مارچ 1323ھ)

یہ پانچ جملے حقیقت میں حکمت و عرفان کے پانچ انمول خزانے ہیں ۔ان کے علاوہ فاضل بریلوی کے بارے میں صرف مسلم بزرگوں کے اقوال نقل کرنے میں ایک دفتر بھی ناکافی ہوگا یہی وجہ ہے کہ فتاوے کی کتابوں میں مختلف مندرجات کے درمیان فتاوائے رضویہ کو علماء اہل سنت نے ایک فیصل کا درجہ عطا کیا ہے، اس دور ترقی میں یقیناً جدید مسائل کی کثرت ہے علماء کرام کی تحقیق ان مسائل میں قابل ستائش ہے ،زیادہ تر کے احکام چونکہ معلول بعلت ہیں اس لئے اختلاف بعید از امکان نہیں جس کی مثال ہمارے سامنے چلتی ٹرین میں نماز کا مسئلہ ہے۔فتاوائے رضویہ میں چونکہ اس کی صراحت موجود ہے۔لہٰذا اس کے خلاف کسی جدید تحقیق سے کم از کم میرا اتفاق نہیں ہو سکتا ہے۔نئے شبہات کے ازالے میں محبّ گرامی حضرت علامہ مفتی محمد رفیق الاسلام صاحب نوری کی تصنیف "لجام نوری "ایک اچھی محنت ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل، فکر وفن میں مزید جلا عطا فرمائے (آمین) ......................بجاہ رسولہٖ الکریم علیہ والیہ الصلوٰۃ والسّلام

محمد عالم رضا نوری

قاضی شہر کانپور یوپی 26/نومبر 2013ء

# تقریظ جلیل

از
اعلم علماء بلد حضرت علامہ مفتی محمد الیاس خاں نوری صاحب قبلہ
پرنسپل مدرسہ تعلیم القرآن رحمانیہ شتر خانہ کانپور

**نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم**

چلتی ٹرین میں فرض وواجب وملحق بواجب نمازیں جائز نہیں ہیں اس پر علماء اہل سنت کا اتفاق ہے، اس کی علت عدم قرار من جھۃ العباد ہے لھذا وقت جاتا دیکھے تو پڑھ لے بعد میں پڑھی گئیں نمازوں کا اعادہ کرلے۔ اس متفق علیہ مسئلہ کے خلاف کچھ دنوں سے ایک نئ تحقیق کی خبریں مل رہی ہیں جس میں صرف اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی اختلاف نہیں بلکہ جمہور علماء اہل سنت کا بھی لحاظ نہیں رکھا گیا ہے۔

اس جدید تحقیق کے رد میں اور صحیح مسئلہ کے اظہار میں فاضل جلیل حضرت مفتی محمد رفیق الاسلام صاحب نوری صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ العربیہ غوثیہ شکوریہ بلہور کانپور کی تصنیف ''لجام نوری'' ایک قابل قدر تحقیق ہے، نئ تحقیق سے جو حضرات تردد کے شکار ہیں اس کتاب کے مطالعہ سے امید ہے کہ انھیں کافی سکون ملے گا کہ اس میں ہر ایک شبہ کا مدلل ازالہ کیا گیا ہے، اس اظہار حق پر اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل مصنف کو جزاء خیر عطا فرمائے اور مزید خدمت ملت کی توفیق سے مالا مال فرمائے۔ آمین

محمد الیاس خاں نوری
پرنسپل مدرسہ تعلیم القرآن رحمانیہ شتر خانہ کانپور

# تأثـــرات

## از حضرت علامہ مفتی محمد شہباز انور صاحب قبلہ

صدر المدرسین احسن المدارس قدیم نئی سڑک کانپور

اس وقت ہمارے ہاتھوں میں فقہ حنفی پر گہری نظر رکھنے والے حضرت علامہ مولانا مفتی محمد رفیق الاسلام صاحب کی کتاب بنام ''لجام نوری'' ہے جو چلتی ٹرین پر ادائیگی نماز کی بابت لکھی گئی ہے، جس میں مسلک حقہ یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کی سچی ترجمانی کی گئی ہے ،اور عمدہ اپنی تحقیق پیش کی ہے۔ انھوں نے متعدد جزئیات اس امر میں پیش کیے ہیں کہ '' منع من جهة العباد'' عذر نہیں ہوسکتا،اور '' منع من جهة العباد''کا عذر نہ ہونا امر اجماعی ہے، اس پر یہ حکم متفرع کہ چلتی ٹرین پر فرض،واجب، ملحق بالواجب ادا نہیں ہوسکتے کہ یہ صورت بلا شبہ '' منع من جهة العباد''کی ہے۔ جیسا کہ مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ شیخ الاسلام والمسلمین حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلی نے اپنی تصنیف معتبر'' فتاویٰ رضویہ'' میں ارشاد فرمایا اور جسکی تائید اکابر علماء اہلسنت ومشائخ اہلسنت نے فرمائی۔ بالخصوص حضور سیدی شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور خاتم الاکابر رحمۃ اللہ نے علم وعمل میں انکی تقلید واتباع کا حکم صادر فرمایا۔ (ماہنامہ پاسبان اکتوبر 1979ء)

لھذا ہم سرکار اعلیٰ حضرت سے بہتر کسی کی تحقیق نہیں مانتے۔اور چلتی ٹرین پر نماز کے بارے میں جو حکم فتاویٰ رضویہ سے ظاہر ہے ہم اس کو صحیح ودرست جانتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ حضرت مولانا مفتی محمد رفیق الاسلام صاحب کی تصنیف '' لجام نوری'' موجودہ وقت کے سلگتے مسئلہ کا ایک بہترین جواب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اور مفتی موصوف کو مقبولیت عطا فرمائے۔اور عوام اہل سنت کو زیادہ سے زیادہ فیض حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

# ایک معما

دنیائے اسلام کی عظیم شخصیت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں جناب مولانا ذیشان احمد مصباحی مدیر ماہنامہ (جام نور) دہلی کی یہ تحریر کہ..................

جب برطانوی دور میں شان رسالت میں تقصیر کا سلسلہ عام ہوا تو امام احمد رضا محدث بریلی نے اس کے خلاف اہل حق کی قیادت فرمائی آج جن لوگوں کو اسلام سے سچی محبت ہے ان پر لازم ہے کہ پیغام رضا کی اشاعت کو اپنا دینی فریضہ اور علمی مشن سمجھیں۔

(عالمی سہارہ اعلیٰ حضرت نمبر ص ر73 بحوالہ ایک عالم گیر شخصیت ص ر334)

☆ ایک صحافی کی حیثیت سے ان کے اس بیان میں جس طرح سے فکر انگیزی کا پہلو آشکارا ہے اسی طرح اس سے دور اندیشی کے آبشار بھی پھوٹ رہے ہیں۔ پیغام رضا یہی ہے کہ شان الوہیت و رسالت کی تنقیص کے دہکتے ہوئے شعلوں سے جن کا ایمان خاکستر ہو چکا ہے انھیں کافر، مرتد، بے دین کہنے میں وقتی مصلحتیں کبھی بھی حائل نہ رہیں ۔آج دنیا کے دانشور اسی حق گوئی و بے باکی کو سلام کرنے پر مجبور ہیں، ان میں اپنوں کے علاوہ غیروں کی بھی ایک بڑی تعداد موجود ہے جیسا کہ دیو بندی مکتبہ فکر کے باوقار صحافی مولانا عامر عثمانی کی یہ حقیقت بیانی آج بھی ذہن میں گذرے ہوئے کل کی طرح موجود ہے۔ بیان ملاحظہ فرمائیں......

یہ دیو بندیوں کے لٹریچر کی خاصی مشہور کتابیں ہیں ،ارواح
ثلثہ ،تذکرۃ الرشید،سوانح قاسمی ،اشرف السوانح ،انفاس قدسیہ
ان کی صورتیں دیکھنے اور کہیں کہیں سے پڑھنے کا ہمیں بھی
اتفاق ہوا ہے لیکن یہ زلزلہ نامی کتاب سے منکشف ہوا کہ ان
کتابوں میں کیسے کیسے عجوبے اور کیسی ان کہیاں محفوظ ہیں
استغفر اللّٰہ ہمارے نزدیک اب جان چھڑانے کی ایک ہی راہ
ہے کہ تقویۃ الایمان ،فتاوائے رشیدیہ ،فتاوائے امدادیہ اور بہشتی
زیور وحفظ الایمان جیسی ہمارے اکابرین کی کتابوں کو بیچ
چوراہے پر آگ دے دی جائے اور اعلان کر دیا جائے کہ ان
کتابوں کے مندرجات قرآن وسنت کے خلاف ہیں۔

(ماہنامہ تجلی دیوبند مئی 1973ء)

☆ یہ کچھ ان اعداد وشمار کا ایک مختصر جائزہ ہے۔زلزلہ کی جو تباہ کاریاں وہاں مملکت دیو بندیت وسلطنت وہابیت میں نظر آ رہی تھیں۔اس زلزلہ نے ان کی بنیادوں کو تہہ وبالا کر دیا تھا۔اس زلزلہ کے تصور سے ہی باطل ذہن وفکر کو زور کا جھٹکا محسوس ہوتا تھا لیکن یہ زلزلہ غیر مرتب سائنسی پلیٹوں کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ پیغام رضا کے ایک جانباز سپہ سالار کی للکار کا نتیجہ تھا جسے دنیا والوں نے سلطان المناظرین کہا، فاتح ایشیاء ویورپ کہا، رئیس القلم کہا، یعنی حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد ارشد القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

ماہنامہ تجلی کے اس تبصرہ سے جہاں دیو بند اور دہلی میں کہرام برپا تھا وہیں سنیوں کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تیر رہی تھی ۔سب سے زیادہ مسرت اس معرکہ آرائی کے فاتح علمبردار حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نورانی چہرہ سے صاف نظر آ رہی تھی اس کا اندازہ ''زیروزبر'' سے ہر ایک قاری کو ہو سکتا ہے۔

☆ مسلک کے بارے میں علامہ اکثر متفکر رہتے تھے، مستقبل پر ان کی گہری نظر رہتی

تھی ،اپنے بعد بھی اپنی آواز کو صداء بازگشت بنانے کے لئے انھوں نے ماہنامہ ''جام نور'' کو جاری کیا تھا کہ ہندوستان کے مرکز سے نکلنے والا یہ رسالہ تاریک دلوں کو جام نور سے رشک لعل و گہر بنائیگا ۔ اور زلزلہ نے جن چہروں پر موت کی دہشت طاری کررکھی ہے یہ رسالہ ان کو آخری انجام تک پہونچا کر شہر خموشا میں تدفین کردیگا،لیکن علامہ نے جن چہروں پر لرزہ طاری کررکھا تھا آج انھیں کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹیں نظر آرہی ہیں،ایسا تو نہیں کہ تبلیغ کی جگہ تجارت کو تقدم حاصل ہوگیا ہو۔ اگر ایسا ہے تو یقیناً علامہ کے منشا کے خلاف ہوگا۔ آج ان لوگوں میں بھی یہ ماہنامہ مقبول ہورہا ہے جو لوگ کل تک شان سنیت " الجامعة الاشرفيه" کو اپنی آنکھوں کا کانٹا تصور کررہے تھے۔

بہرحال ابھی میرے سامنے علامہ صاحب علیہ الرحمہ کے سنہرے خواب کا جام نور موجود تو ہے لیکن تعبیر نورانی نہیں ۔اس کے سرورق کی عبارت نے کافی حد تک مایوس کردیا ہے اس کی دو کالموں میں پہلی کالم ساڑھے پانچ سطروں پر مشتمل ہے اس کی سرخی ہے '' دین میں تشدد '' اس کی پہلی سطر ہے۔

''اس زمانے کے بعض علماء وفقہا اپنی تحقیقات واجتھادات کو غیر اعلانیہ طور پر وحی کا درجہ دے چکے ہیں'' (جام نور اکتوبر 2013ء)

☆ پہلی نظر میں تو یہ سمجھا کہ زلزلہ کی طرح یہ رسالہ مزید اور جھٹکا دینے والا ہے،لیکن مندرجات سے مایوسی ہوئی کہ اس بھیانک عبارت کا ہدف دیوبند یا نجد نہیں بلکہ کوئی اور تھا اس عبارت کی ہلاکت خیزی کا اندازہ ہر ایک نہیں کرسکتا ہے۔اور اہل سنت میں جسے اس کا اندازہ ہوگا یقیناً وہ رنجیدہ ہی ہوگا ،خوش نہیں ہوسکتا۔لیکن کوئی ان لوگوں سے پوچھے جن کے چہروں سے فاتح ایشیا ویورپ نے مسکراہٹوں کو چھین لیا تھا۔آخر انھیں خوشی ہے یا غم؟ واللہ اعلم بالصواب

اسی رسالہ میں مدیر اعلیٰ کی طرف سے یہ بیان واضح ہے کہ اہل قلم کی آراء سے ادارے کا اتفاق ضروری نہیں ۔جس کی وجہ سے مجھے امید ہے کہ یہ جملے مولانا خوشتر

نورانی کے نہیں ہو سکتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ مضمون نگار نے محقق مسائل جدیدہ مفتی نظام الدین صاحب قبلہ کے ایک جملہ سے منفی نتیجہ اخذ کیا ہو۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں....

''خدارا کسی فرعی مسئلے کو عقیدہ قطعی کا درجہ نہ دیجئے'' ۔

(جام اکتوبر ر۲۰۱۳ء ص ر۱۱ کالم ر۲)

یہ ایک عالمانہ مشورہ تھا، اس میں کسی قسم کی قباحت نظر نہیں آتی ہے بلکہ ایک تاریک رات میں یہ جملہ ایک مشعل سے کم نہیں۔ لیکن مضمون نگار نے شاید اس سے اندازہ لگایا ہو کہ کسی نے فرعی مسئلے کو عقیدہ قطعی کا درجہ دیدیا ہے اور جوش میں آکر اس نے لکھا...

" اس زمانے کے بعض علماء اور فقہا اپنی تحقیقات اور اجتہادات کو غیر اعلانیہ طور پر وحی کا درجہ دے چکے ہیں"

جب مضمون نگار کی یہ عبارت مفتی صاحب کے سامنے آئیگی تو ان کو اس سے خوشی نہیں بلکہ مایوسی ہوگی اور احساس ہوگا کہ میں نے مشعل اس لئے عطا کی تھی کہ دوسرے کو روشنی عطا کروں لیکن مشعل بردار نے اس سے گھر جلانے کا کام لیا۔ ایسا تو نہیں کہ مشعل بردار کے انتخاب میں خطاء اجتہادی ہوئی ہو یہ تو بڑا مقدس رسالہ ہے اس کی پیشانی پر چمکنے والا یہ خوفناک جملہ کو وہ نور بنکر کہیں ملکہ الزبیتھ کی رونق میں اضافہ تو نہیں کر رہا ہے؟

☆ محقق صاحب قبلہ کا ارشاد ہے کہ.....................

بریلی شریف سے ایک پرچہ نکلتا ہے "سنی دنیا" (جام ص ر۱۲)

☆ شاید کسی کا روز نامچہ ہوگا اور اسی کو مسلک اعلیٰ حضرت کا پاسبان کہہ دیا گیا ہوگا ۔لیکن "جام" کا یہ مبارک رسالہ جس کے زریں اوراق میں آپ نے بھی شرکت کی سعادت حاصل کی ہے۔ کاش ......... آپ اس "جام" کو لگام دے دیتے جس نے آپ کے ناصحانہ جملہ کا وہ غلط مفہوم اخذ کیا جس کی تباہ کاری سے آپ اچھی طرح واقف ہیں۔ اس رسالہ کے اجراء میں علامہ کے مقاصد تو بہت اعلیٰ تھے لیکن دہلوی رنگ میں

اسے دیکھ کر افسوس کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہے۔اس میں جس قلم کو چھیڑا گیا اس کے بارے میں بانی ماہنامہ " جام " کی درد بھری تحریر ملاحظہ ہو..................

"احمد رضا تمہاری تربت پر شام وسحر رحمت ونور کا ساون برسے، تمہارے قلم کی روشنائی نے شہیدوں کے لہو کی طرح چمنستان اسلام کو لالہ زار بنا دیا، تم نے آندھیوں کی زد پر عشق کا چراغ جلایا اور خون کے ایک ایک قطرے سے محبت کا خراج وصول کیا۔ دنیائے اسلام کے محسن! تم نے حق و باطل کے درمیان واضح لکیر نہ کھینچ دی ہوتی تو آج امنڈتے ہوئے ان سیاہ فتنوں کے ہجوم میں امت مسلمہ کا کیا حال ہوتا۔ کیا معلوم کہ ہم شر گشتگان بادۂ غفلت غلط اندیش کی رہنمائی میں کہاں بھٹکتے ہوتے۔ اہلسنت کے امام! خدائے غافر وقدیر تمہاری خوابگاہ کو رحمتوں کے پھول سے بھر دے۔ یہ احسان ہم کبھی نہیں بھول سکتے کہ تم نے نہایت نازک وقت میں ایمان کے ساتھ روحوں کا سر رشتہ ٹوٹنے سے بچالیا، ویسے کہنے کے لئے تو ساری دنیا رسول مجتبیٰ ﷺ کے پروانوں سے بھری ہوئی تھی لیکن نجد کے گستاخوں کے منہ میں لگام دینے کے لئے تمہارے سوا کون کھڑا ہوا۔ کس نے اپنی ہستی کی ساری صلاحیتوں کو حمایت حق کے مورچے پر لگا کر اسلام کی فصیل کو کفر والحاد کے طوفان سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔ مزارات کے وارث اور خانقاہوں کے سجادہ نشین کہاں نہیں تھے، لیکن کسے ہمت ہوئی کہ ابلیس کے امنڈتے ہوئے لشکر کو شکست فاش دینے کے لئے خون کا آخری قطرہ نثار کر دے یہ تمہارا ہی جگر تھا کہ حق کی خوشنودی

کے آگے تم نے کسی کے روٹھنے کی پرواہ کی نہ کسی کے طعن و تشنیع
سے آزردہ ہوئے، ایک اپنے محبوب کو راضی کر کے تم سارے
جہاں سے مستغنی ہوئے۔

(تجلیات رضا دہلی ص/210 بحوالہ ایک عالم گیر شخصیت ص/55-254)

ایک طرف یہ درد بھری آواز دوسری طرف ان کے ماہنامہ کا دہلوی چہرہ ایک طرف ماہنامہ تجلی کا تبصرہ جس کا ایڈیٹر عامر عثمانی تھا جو خود دیوبندی نظر و فکر کا مبلغ تھا، اس کے باوجود ....دیوبند میں موت کا سناٹا چھا گیا تھا۔ سنیوں کو کافی خوشی ہوئی تھی، سب سے زیادہ مسرت علامہ کو ہوئی تھی جن کے سر پر فتح کا زریں تاج ضو فگن تھا۔

دوسری طرف علامہ کا ہی رسالہ ہے، ان کے وصال مبارک کے بعد اس کا مدیر اعلیٰ مولانا خوشتر نورانی صاحب ہیں۔ اس کے سرورق کی پانچ سطروں سے بعض ایسے اذہان کو خوشی کا احساس ہونے چلا ہے علامہ نے جن چہروں سے مسکراہٹوں کو چھین لیا تھا۔ کم از کم نصف درجن ان چہروں سے میں بھی واقف ہوں جو صبح و شام فاضل بریلوی کو گالیاں دے رہے ہیں۔ لیکن موجودہ جام کے دیوانے ہیں۔ یہ کیوں اور کیسے ہوا؟ کم از کم مجھے اس کا عرفان نہیں ہے اور میرے لئے یہ روش ایک معما سے کم نہیں ہے۔

# فاضل بریلوی کے بارے میں کچھ نفوس قدسیہ کے تاثرات

☆

## قطب عالم حضور سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ
## مارہرہ مطہرہ

''مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی اس زمانے کے مجدد برحق اور سلسلہ برکات کے روحانی فرزند ہیں، ان پر مرشد گرامی کی خاص نظر توجہ ہے۔ اللہ ورسول کی خاص عنایتوں میں سے وافر حصہ ان کو عطا ہوا ہے۔ دور حاضر میں امام احمد رضا کا موقف ہی دین حق ہے اور اہل سنت کے تمام علمبرداروں کو اس جانب متوجہ ہونا چاہئے، ان کے مشن وموقف سے دامن بچانے والوں میں خواص ہوں کہ عوام ان پر خاندان برکات کا اعتبار نہیں''۔

حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدیؒ پیر ومرشد مولانا احمد رضا خاں صاحب نے علم وعمل میں ان کی تقلید واتباع کا فرمان جاری فرمایا ہے۔ بلکہ حضور نے یہ بھی وصیت کی ہے کہ'' مولوی شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے موقف سے ہمیشہ اتفاق رکھا جائے''۔ نیز مرشد گرامی قبلہ نے ان کی مریدی پر فخر فرمایا ہے اور دنیا سے لیکر محشر تک خوشی کا اظہار فرمایا ہے، یہی وجہ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کی ہر تقریر وتحریر لائق تقلید وعمل ہے۔

(ماہنامہ پاسبان الہ آباد اکتوبر 1979ء)

☆

## تاجدار مارہرہ مطہرہ حضور سیدنا شاہ اولادرسول محمد میاں علیہ الرحمہ جانشین سرکار کلاں
## مارهره مطهره

”اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نہ صرف ایک عالم اور ایک مفتی تھے بلکہ دنیا بھر کے مستند علماء وفقہاء کرام جن کی طرف رجوع کریں ایسی جامع شخصیت کو امام احمد رضا خاں کہتے ہیں۔امام احمد رضا خاں نہ فقط ایک صوفی تھے بلکہ زمانے بھر کے صوفیاء جنکی مدحت ومناقب میں رطب اللسان ہوں ایسے مرد قلندر کا نام ”امام احمد رضا خاں“ ہے آج ساری دنیا جن کو مجدد تسلیم کرنے پر مجبور ہے اس ذات مقتدر کو دنیا احمد رضا خاں کہتی ہے زمانہ کچھ کہے، حاسدین کچھ بکیں، امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی پر ہم سادات کو ناز ہے ۔مولانا بریلوی ہماری شان ہیں بلکہ امام احمد رضا خاں ہی سنیت کی جان اور آج کے دور میں ہم سنیوں کی پہچان ہیں“۔

(ماہنامہ پاسبان الہ آباد۔اگست 1974ء ص ر 27)

☆

## تاج الفقہاء حضرت علامہ الشاہ عبدالمقتدر صاحب علیہ الرحمہ
## بدایونی

صوبہ بہار کی راجدھانی پٹنہ میں اہل سنت کی سعی جمیل سے ۱۳۱۸ھ میں ایک عظیم تاریخی اجلاس نہایت اعلیٰ پیمانے پر ہوا۔ جس میں عوام المسلمین کے اژدھام کے ساتھ سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں علماء وفضلاء کاملین ،مشاہیر محدثین ،وفقہاء کرام مفکرین ومحققین اور شہر کے عمائدین اہل سنت موجود تھے ،اس عظیم مجمع میں بحیثیت سرپرست حضرت علامہ عبدالمقتدر صاحب بدایونی علیہ الرحمہ نے سب سے پہلے اعلیٰ حضرت کی مجددیت کا اعلان اس وقت کیا جب جلسہ عالم شباب پر تھا اور مجمع کثیر موجود تھا۔ آپ نے اعلان اس طرح کیا ......................

"مجھے آج اس عظیم اجتماع میں علماء راسخین کی رائے کے تحت ہندوستان کے مشاہیر ومقتدر علماء وصوفیاء کی موجودگی میں یہ اعلان اس طرح کرتے ہوئے بڑی مسرت ہورہی ہے کہ اس صدی یعنی چودھویں صدی ہجری کے منصب تجدید واصلاح پر امام المتکلمین ، شیخ المسلمین ،مرجع العلماء حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کی مجددیت کا اعلان کیا جاتا ہے۔ بصمیم قلب ہوش وحواس علماء ومشائخ کے عظیم اجتماع میں فخر کے ساتھ میں نے یہ اعلان اور صدائے حق آپ تک پہونچایا ہے"۔

(تحفہ حنفیہ۔ مارچ 1323ھ بشکریہ ایک عالم گیر شخصیت ص/213)

☆

حضور محدث اعظم ہند الشاہ سید محمد اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ
**کچھوچھہ مقدسہ**

”اعلیٰ حضرت علی الاطلاق، امام اہل سنت فی الآفاق، مجدد مائتہ حاضرہ، مؤید ملت طاہرہ حضور سیدنا شاہ مفتی احمد رضا خاں قادری بریلوی تیرھویں صدی کی وہ واحد شخصیت تھے جو ختم صدی سے پہلے علم و فضل کا آفتاب ہو کر اسلامیات کی تبلیغ میں عرب و عجم پر چھا گئے۔ میری طرح سارے حل و حرم کو اس بات کا اعتراف ہے کہ اس کے فضل و کمال کی گہرائی اور علم راسخ کے کوہ بلند کو آج تک کوئی نہ پا سکا“۔

(عالمی سہارا اعلیٰ حضرت نمبر ص ر 92۔ مجدد اعظم ص ر 373)

☆

حضور حافظ ملت حضرت علامہ الشاہ عبد العزیز محدث علیہ الرحمۃ والرضوان

**مبارکپوری اعظم گڑھ**

’’محدث، مفسر، محقق، مجتہد، مفتی، قاضی شرع، فقیہ، مصلح مبلغ ،صوفی، مناظر، مصنف، ریاضی داں، سائنس داں، منطقی، فلسفی، شیخ طریقت ، عارف باللہ ، ان تمام محاسن وکمالات کو الگ الگ شخصیت میں تو تم نے دیکھا اور سنا ہوگا، مگر یہ سارے اوصاف ومحاسن کسی ایک ہی ذات میں دیکھنا ہو تو تصور میں ایک بار بریلی کی ٹوٹی چٹائی پر جلوہ نشین امام اہل سنت سیدنا شاہ امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ لو وہ دیکھنے میں بظاہر ایک آدمی اور ایک عالم تھے، سیکڑوں جامعات اور یونیورسٹیوں پر وہ تنہا بھاری تھے‘‘۔

(اعلیٰ حضرت بحیثیت مفکر اسلام ص ر13)

☆

حضور علامہ حافظ عبدالرؤف بلیاوی علیہ الرحمۃ والرضوان تلمیذ حضور حافظ ملت

**مبارکپور**

''اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے بریلی سے مدینے کا نور لٹایا ہے۔ جس کے نصیب میں وہ نور تھا اس نے حاصل کیا اور وہ نوری بن گیا، بہشتی بن گیا۔ جس نے اس کے خلاف بغض وعناد میں محاذ بنایا ہے اس نے نوری پر ناری ہونے کو ترجیح دیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بارگاہ رسالت میں مقبول ہیں، اس لئے ان کی ایک ایک ادا بھی قابل تعظیم وتقلید ہے۔ ہم تو ان کی علمی تحقیق کے ساتھ اعتقادی اور دینی مقلد بھی ہیں۔ مسائل شرعیہ میں ان کے موقف کو آنکھ بند کر کے تسلیم کرنے میں بھی مضائقہ محسوس نہیں کرتے۔ اللہ کرے میں نے جس جس کو خون جگر پلایا ہے وہ سب تا حیات اعلیٰ حضرت کا مشن اور پیغام عام کرنے میں مجاہدانہ کردار ادا کرے''۔

(اعلیٰ حضرت کا تصور عشق ص ر 99)

☆

## تاج الاصفیاء سید شاہ خواجہ مصباح الحسن چشتی علیہ الرحمۃ

## خانقاہ صمدیہ چشتیہ پھپھوند شریف

اپنے سجادگان خلفاء مریدین اور ارباب عقیدت کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں

”مذہب حقہ اہل سنت جس کا معیار اس زمانے میں حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی کی تصانیف ہیں یہی مسلک میرا ہے اور یہی مسلک میرے قبلہ عالم کا تھا، اور یہی مسلک پیران عظام سلسلہ قادریہ صمدیہ اور سلسلہ چشتیہ صمدیہ کے جملہ مشائخ کرام کا تھا۔ میں اسی کا پابند ہوں اور رہوں گا بھی۔ میرے خلفاء و مریدین کو اس کی حمایت میں کسی قسم کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے اور پابندیٔ مذہب کے لئے الحبّ فی اللّٰہ والبغض فی اللّٰہ کا پابند رہنا چاہئے، اس سے ہٹنا بدمذہبی ہے جس کی گنجائش نہ میں اپنے جانشینوں کو دیتا ہوں اور نہ ہی متوسلین کو، میرا ہر مرید مولانا احمد رضا خاں صاحب کا نام احترام اور کامل ادب کے ساتھ لے جو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محبوب نظر اور مقبول ہو اس کا نام بے ادبی سے لینا صوفی مشرب میں بہت بڑا جرم ہے۔ یہ میری گزارش نہیں تمام خلفاء اور ارباب نسبت کو حکم ہے۔ کبھی کسی زمانے میں مولانا احمد رضا خاں صاحب کے خلاف قدم اٹھانے والا میرا نہیں ہوسکتا“۔

(اے عشق تیرے صدقے ص/14 بشکریہ ایک عالم گیر شخصیت ص/248)

☆

## فقیہ الھند شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمۃ

### مبارکپور اعظم گڑھ

” مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے عہد مبارک میں انگریز
وں نے اپنے پلان کے مطابق بہت سے چالاک عیار و دنیادار
افراد کو خرید کر اہل سنت کے خلاف کئی مذاہب کی بنیاد ڈلوائی۔ مثلاً
وہابی، نیچری، قادیانی، چکڑالوی، صلح کلی۔ ان سب مذاہب کے
بانیوں اور حامیوں نے اپنی ساری ذہنی و علمی توانائیوں کو صرف
کر کے اہل سنت کے خلاف صف آرائی کی، ان سب کا مقابلہ تن
تنہا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا اور ان سب کے
عقائد باطلہ کو رد کر کے سب کے پرخچے اڑا دیئے، ان کی ان
خدمات کو دیکھتے ہوئے مذہب اہل سنت و جماعت کے مقتدر
ہستیوں نے اجماع کے ساتھ مسلک ابوحنیفہ کو مسلک اعلیٰ حضرت
کا نام دیدیا، اور اب مسلک حنفی کا ہی دوسرا نام مسلک اعلیٰ حضرت
ہے۔

مجھے تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ سنی ہوتے
ہوئے لوگ آج کل مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف زہر افشانی
کیوں کر رہے ہیں؟ “۔

(مقالات شارح بخاری جلد دوم ص/325)

# جدید مسائل نماز

نماز قائم رکھنے کا حکم ملا، اوقات نماز کی نشان دہی فرمائی گئی، شرائط نماز کا بیان ہوا، فرائض نماز بتائے گئے، ضروریات میں اضافہ ہوتا گیا۔ سفر کی نماز، حضر کی نماز ،خوف کی نماز، امن کی نماز، ہر ایک کا حکم ملتا گیا۔ سواریوں میں تبدیلی آئی۔ جانور کی سواری خشکی پر سفر، کشتی کی سواری پانی پر سفر۔ طیارے کی سواری ہواؤں پر سفر۔

یہ جدید مسائل سامنے آئے اسی میں گیس کی توانائی یا الیکٹرانک طاقت سے چلنے والی گاڑی اور ٹرینوں نے خشکی پر سفر کے باب میں مزید جدید مسائل کا اضافہ کیا۔ علماء کرام و مفتیان عظام اپنی اپنی خداداد صلاحیتوں سے عوام الناس کی رہنمائی کرتے رہے، ایک اہم اور پیچیدہ مسئلہ صدیوں تک مخفی رہا بالتفصیل اس پر قلم اٹھانے کی کسی نے ضرورت محسوس نہیں کی وہ استقبال قبلہ کا مسئلہ تھا۔ جب سمندر کے سفر میں کشتیوں کی جگہ پانی کے جہاز کا استعمال ہونے لگا، اس کے راستے بھی متعین ہوئے، لوگ اپنی اپنی تحری سے اس میں نمازیں ادا کرتے رہے بالخصوص ان حجاج کرام کا مسئلہ ہندوستانی علماء کے پیش نظر تھا جو بحر عرب سے عازم حج وزیارت ہوتے......صدیاں گزر گئیں، کسی نے بھی اس پر قلم نہیں اٹھایا جبکہ درمیان سفر درجات طول اور عرض کی وجہ سے استقبال قبلہ میں بھی تبدیلیاں ہوتیں رہتی ہیں۔

حضور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا نے عام مسافروں کی اس بے بسی کا احساس کیا اور جنوبی ایشیاء کے مسافروں کی رہنمائی فرمائی بلکہ اس باب میں مستقل ایک نفیس کتاب تحریر فرما کر عالمی مسلمانوں پر احسان عظیم فرمایا اس کے باوجود بعض اپنوں کی کرم فرمائی یہ سامنے آئی کہ احسان مند ہونے کے بجائے حسد کے شکنجے میں جکڑتے چلے گئے، حالانکہ اساطین وعمائدین اہل سنت فاضل بریلوی کے شانہ بشانہ رہے انھیں جدید

مسائل میں ٹرین کا مسئلہ بھی داخل ہے۔ دہلوی مزاج پر فریفتہ ایک تاجرانہ جریدہ ہاتھ میں ہے اس کے سرورق دوسری کالم کی سرخی ہے۔

''چلتی ٹرین میں نماز کی اجازت کیوں اور کیسے؟''

☆ اس قلمکار کو اچھی طرح معلوم ہوگا کہ یہ مسئلہ چونکہ اکثریت کے خلاف ہے، لہٰذا اس کے خلاف آوازیں اٹھینگی، اختلاف ہوگا، محقق صاحب کی تحقیق کا انجام بھی سامنے آئیگا۔ جواز یا عدم جواز کی اس معرکہ آرائی میں امپائر فاتح قرار پائیگا کہ اس کی تجارت میں اضافہ ہوگا ورنہ یہ مسئلہ اس قدر اہم نہیں تھا جتنا کہ اس کو بنا دیا گیا۔ اس لئے کہ چلتی ٹرین کے بارے میں حضور اعلیٰ حضرت کا تو فرمان یہی ہے کہ (ایسے منع کی حالت میں حکم وہی ہے کہ نماز پڑھ لے اور بعد زوال مانع اعادہ کرے)۔

(فتاوائے رضویہ ج ۳؍ص ۴۴)

جبکہ اس فرمان عالیشان کے مقابلہ میں محقق مسائل جدیدہ کی سحر انگیز تحقیق دلفریب میں فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی نظام الدین صاحب نے جو حکم صادر فرمایا اس میں تلخی کا عنصر نمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ......................

فقہاء عصر ہوائی جہاز میں نماز کو جائز کہتے ہیں اور پڑھتے ہیں اور کبھی دہرانے کا حکم نہیں دیتے، تو پھر چلتی ریل میں بھی یہی حکم فقیہانہ جاری کرنا چاہئے۔ (ص ۱۳؍)

☆ اختلاف صرف یہ ہے کہ ہوائی جہاز پر پڑھی گئی نماز کو فقہاء عصر کبھی دہرانے کا حکم نہیں دیتے، تو پھر فاضل بریلوی نے ٹرین میں پڑھی گئی نماز کے اعادہ کا حکم کیوں دیا جبکہ اس اعادہ کو محقق صاحب بھی ناجائز نہیں کہتے ہیں بلکہ بہتر کہتے ہیں اور ناجائز کے بارے میں اب تک ایسی کوئی تحریر انکی سامنے نہیں آئی ہے، مستقبل قریب میں ایسا ظہور کوئی بعید نہیں۔

☆ میں عرض کر رہا تھا کہ یہ مسئلہ اس قدر اہمیت کا حامل نہیں تھا کہ اپنے ہی بزرگوں سے

اختلاف کا الزام اپنے سر لیا جائے، آج بھی ہماری صفوں میں بحمدہ تعالیٰ ایسے علماء کی کثیر تعداد موجود ہے جن پر مسائل جدیدہ کی تحقیقات کو بھی ناز ہے جیسا کہ محقق صاحب کے کچھ رسائل کو دیکھ کر بے ساختہ دل سے دعائیں نکلتی ہیں لیکن ان کی وہ تحقیقات جو اسلاف کے خلاف ہیں ان سے کم از کم مجھے اتفاق نہیں ہے یقیناً تحقیق کا دائرہ محدود نہیں ہے، لیکن تحقیقات میں ان مسائل کو اولیت ہونی چاہئے جن کی قوم کو اشد ضرورت ہے ،مثلاً دو مسئلہ پر آج سب کا اتفاق ہے کہ پانی کے جہاز اور طیارے میں نماز جائز ہے۔

فاضل بریلوی کے زمانے میں حجاج کرام کو بحری سفر کا سامنا تھا لوگ استقبال قبلہ کے بارے میں غیر یقینی صورت حال سے دوچار تھے حالانکہ سمندر میں بھی اس سے چشم پوشی جائز نہیں جیسا کہ ہندیہ میں ہے.......

وجهة الكعبة تعرف بالدليل فى الامصار والقرىٰ المحاريب التى نصبها الصحابة والتابعون فعلينا اتباعهم فان لم تكن فالسوال عن اهل ذالک الموضع (ص/۳۲)

(جہت کعبہ کی پہچان دلیل سے ہوگی اور شہر و گاؤں میں دلیل وہ محرابیں ہیں جنھیں صحابہ اور تابعین نے متعین کیا، ہم پر ان حضرات کا اتباع ہے۔ اگر یہ نہ ہوں تو اس جگہ کے باشندوں سے سوال ہوگا۔

☆ لیکن حجاج کرام کا سفر پانی پر تھا وہاں محرابیں ہیں نہ کوئی باشندہ جو ساتھ ہیں سب نو وارد، تو سوال کی گنجائش بھی نہ رہی، دن میں کچھ حضرات آفتاب کی رہنمائی سے استفادہ کر سکتے ہیں، رات میں یہ بھی نظروں سے غائب ہے، چاند سے جہت کا تعین مخصوص حضرات ہی کر سکتے ہیں۔ سمندر کی تاریک رات میں جہت قبلہ اور ہی پردے میں چلی گئی ،جہت قبلہ کے متلاشی پریشان سے پریشان تر ہوتے چلے گئے اس لئے ان کی رہنمائی

کے لئے ''ہندیہ'' کے اسی حوالہ میں آگے عبارت ہے۔

" واما فی البحار والمفاوز فدلیل القبلة النجوم "

''اور لیکن سمندر اور صحراؤں میں قبلہ کی دلیل ستارے ہیں''

یہ تو فقہائے کرام کا عظیم احسان تھا کہ رات کی تاریکی میں بھی جہت کی رہنمائی فرما رہے ہیں پھر اس میں بھی کتنی دقتیں آسکتی ہیں ان کا اندازہ کچھ اسی کو ہوسکتا ہے جو کسی شہر کا نو وارد ہو، کسی مسجد کا قبلہ جنوب کو نظر آتا ہے، تو کسی کا شمال کو یہاں تک کہ سورج بھی کبھی مشرق کو غروب ہوتا نظر آرہا ہے، جبکہ یہ سہل ترین دلیل ہے پھر شہر میں ہے دن کے اجالے میں ہے، اس کے علاوہ جب سفر زمین پر نہیں پانی پر ہوگا، دن نہیں رات کی تاریکی ہوگی، سامنے سورج نہیں لاکھوں ستارے ہوں گے۔ رہنمائی کس قدر دشوار ہوگی؟

اسی دشواری کے پیش نظر سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت نے اپنے منصب مجددیت کی ذمہ داری بخوبی نبھائی اور ان پریشان حالوں کی رہنمائی کرتے ہوئے ایک معرکۃ الآراء رسالہ بنام ................

" كشف العلة عن سمت القبلة " تحریر فرمایا۔ سمت قبلہ سے پردہ اٹھ چکا تھا لیکن پھر بھی جہت کا دیدار مخصوص حضرات ہی کر سکتے تھے، اس زمانے میں ہندوستان کے جہاز ممبئی اور کراچی سے روانہ ہوتے تھے۔

لہٰــــذا.... سرکار اعلیٰ حضرت نے عام لوگوں کی رہنمائی فرمائی اور چار جداول مرتب فرمائے کہ مسئلہ جدید بھی تھا اور اس کی ضرورت بھی تھی۔

## جداول

| | | |
|---|---|---|
| (۱) | ممبئی تا عدن | عدن تا ممبئی |
| (۲) | کراچی تا عدن | عدن تا کراچی |
| (۳) | جاوہ تا عدن | عدن تا جاوہ |
| (۴) | کولمبو تا عدن | عدن تا کولمبو |

ان میں ایک جدول ھدیۂ ناظرین ہے جس میں ہر سو میل کے سفر پر جہت قبلہ صاف نظر آ رہی ہے۔

واضح ہو کہ یہاں عدن کا وہ علاقہ پیش نظر ہے جو پینتالیس درجہ آٹھ دقیقہ طول مشرقی اور بارہ درجہ چھیالیس دقیقہ عرض شمالی میں واقع ہے، وہیں سے مشرقی جہاز بحیرۂ احمر کی طرف مائل ہو جاتا تھا یا پھر ساحل یمن پر لنگر انداز ہوتا تھا۔ لھذا وہاں تو جانکاری کے لئے یمن کے باشندے مل جائینگے۔

## بمبئی تا عدن

| امیال مسافت | طول مقام | عرض مقام | انصراف شمالی | امیال مسافت |
|---|---|---|---|---|
| ۰۰ | ۷۲° ۴۹′ | ۱۸° ۵۴′ | ۱۰° ۲۰′ | ۱۶۳۸ |
| ۱۰۰ | ۷۱ ۸ | ۱۸ ۳۹ | ۱۰ ۴۴ | ۱۵۳۸ |
| ۲۰۰ | ۶۹ ۲۵ | ۱۸ ۲۲ | ۱۱ ۱۵ | ۱۴۳۸ |
| ۳۰۰ | ۶۷ ۴۱ | ۱۸ ۴ | ۱۱ ۵۷ | ۱۳۳۸ |
| ۴۰۰ | ۶۵ ۵۶ | ۱۷ ۴۵ | ۱۲ ۵۰ | ۱۲۳۸ |
| ۵۰۰ | ۶۴ ۱۶ | ۱۷ ۲۶ | ۱۳ ۵۱ | ۱۱۳۸ |
| ۶۰۰ | ۶۲ ۲۱ | ۱۷ ۵ | ۱۵ ۱۲ | ۱۰۳۸ |
| ۷۰۰ | ۶۰ ۵۰ | ۱۶ ۴۴ | ۱۶ ۴۶ | ۹۳۸ |
| ۸۰۰ | ۵۹ ۹ | ۱۶ ۲۲ | ۱۸ ۳۸ | ۸۳۸ |
| ۹۰۰ | ۵۷ ۲۷ | ۱۵ ۵۹ | ۲۱ ۱ | ۷۳۸ |
| ۱۰۰۰ | ۵۵ ۴۵ | ۱۵ ۳۵ | ۲۳ ۵۳ | ۶۳۸ |
| ۱۱۰۰ | ۵۴ ۳ | ۱۵ ۱۰ | ۲۷ ۲۶ | ۵۳۸ |
| ۱۲۰۰ | ۵۲ ۲۴ | ۱۴ ۴۵ | ۳۱ ۳۷ | ۴۳۸ |
| ۱۳۰۰ | ۵۰ ۴۴ | ۱۴ ۱۹ | ۳۶ ۴۵ | ۳۳۸ |

| ۱۴۰۰ | ۴۹ | ۳ | ۱۳ | ۵۲ | ۴۲ | ۴۹ | ۲۳۸ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۵۰۰ | ۴۷ | ۲۶ | ۱۳ | ۲۵ | ۵۰ | ۵ | ۱۳۸ |
| ۱۶۰۰ | ۴۵ | ۴۷ | ۱۲ | ۵۷ | ۵۸ | ۴۷ | ۳۸ |
| ۱۶۳۸ | ۴۵ | ۸ | ۱۲ | ۴۶ | ۶۱ | ۵۵ | ۰۰ |

## عدن تا بمبئی

☆ اس نقشہ پر سرکار اعلیٰ حضرت کا حاشیہ بھی ملاحظہ فرمائیں ........

یہاں عرض مقام کا ظل لینے میں تدقیق ثوانی کم درکار ہے۔ بلا تدقیق قوس عرض ۳۹/ °۱۸ ہوئی اور اس کے ظل سے عمل کیا تو طول مقام ۱۱/ °۱۷ اور انصراف ۴۴/ °۱۰ تدقیق ثوانی سے عرض /°۱۸ ۳۸ ۳۸ ہوا اور اس کا ظل / ۹،۵۲۸۱۳۲۳ جب اس پر عمل کیا طول ۸/ °۱۷ آیا اور انصراف وہی ۴۴/ °۱۰۔ بلا کمی بیشی فاحفظ ۱۲/ امنہ غفر لہ

یہ ہے تحقیق! سرکار اعلیٰ حضرت کو اتنی جانفشانی کی کیا ضرورت تھی صرف اس لئے کہ مسئلہ جدید ہے اور عامہ مسلمین کو اس کی ضرورت بھی ہے اس وقت طیارے کا کوئی نظام نہیں تھا آج جبکہ سمندر کا سفر ہندوستانی حاجیوں کے لئے ختم ہو چکا ہے۔ فضائی سفر پر ہی دارومدار ہے، زیادہ تر صوبوں سے حرمین طیبین کے لئے پروازیں ہوتی ہیں حالتِ پرواز میں جواز نماز پر سب کا اتفاق بھی ہے۔ حجاج کرام کس طرح نماز ادا کر رہے ہونگے ہمارے مدرسہ کے صدر المدرسین حضرت مولانا انیس الرحمان صاحب نوری نے مجھے بتایا کہ انھوں نے پرواز کے رخ پر لوگوں کو نماز ادا کرتے دیکھا، اس صورت میں واپسی کی ساری نمازیں فاسد ہو رہی ہیں، جبکہ روانگی میں عراق کی فضا میں سمت قبلہ سے نمازی باہر ہو جائینگے۔ جبکہ پروازیں سمت مدینہ ہوں۔

☆ محقق زمانہ کو چاہئے تھا کہ سفر اور نماز سے متعلق جدید مسائل میں ہندوستانی یا

سعودی طیاروں کے لئے کچھ جداول مرتب فرماتے ۔تحقیقی قلم جاری بھی رہتا اور ہندوستانی مسلمانوں پر بڑا احسان بھی ہوتا۔لیکن محقق مسائل جدیدہ نے اس پر قلم اٹھایا اور نہ ہی ان کے مشیروں نے ہی اس کی نشاندہی کی زحمت گوارہ کی جبکہ فقیہ الھند حضرت مفتی شریف الحق صاحب قبلہ امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں...............

" کشتی ،ہوائی جہاز ،ریل ،بس ،کسی بھی چلتی ہوئی سواری میں نماز پڑھے تو بھی استقبال قبلہ شرط ہے ،افتتاح کے وقت بھی اور درمیان میں بھی ۔جیسے قبلہ بدلتا جائے یہ اپنی نماز میں گھومتا جائے "

(نزھۃ القاری ج۲/ص۴۷۵)

اگر سارے صوبوں کی پروازوں کے بارے میں اوقات کا خیال ہوتو کم ازکم اپنے لکھنو اور دلیؔ کو ہی بچا لیتے تو فاضل بریلوی کے دربار میں انعام کے حقدار ہوتے اور مسلمانوں کی آنکھوں کا تارہ بنتے ،اس لئے کہ اس میں فاضل بریلوی کے مشن کی ایک مسئلہ میں تکمیل بھی ہوجاتی ۔لیکن اس کی طرف توجہ نہ دیکر ایک ایسے مسئلہ کو چھیڑا گیا جس میں قریب قریب ہندوستانی سنیوں کا اتفاق تھا سوائے دوایک نادر قلم کے ،استقبال قبلہ کے علاوہ اوقات نماز میں بھی آپ کی ضرورت ہے بالخصوص وقت عصر کا تعین بڑا مفید رہیگا کہ تخریج اوقات میں طول وعرض کے ساتھ فضائی بلندی کا لحاظ بھی جزوًا اہم ہے۔

ان ضروری مسائل کے باوجود قلم کی بیشتر توانائی بزرگوں کے بتائے ہوئے مسائل کی چھیڑ خانی میں صرف ہو رہی ہے۔حالانکہ محقق صاحب کا مزاج ایسا نہیں تھا۔اہل سنت کو دہلا دینے والا ٹرین کا یہ زوردار دھما کہ ممکن ہے ریموٹ کنٹرول سے ہوا ہوگا ؟

مفتی صاحب کی ایک کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک مشیر کی تحریر ہے...............

خوش گوار حیرت ہوتی ہے کہ ان تمام مسائل میں اعلیٰ حضرت
فاضل بریلوی کے عقیدت مند اور ہم خیال علمائے اہل سنت
نے مختلف اسباب کے تحت فاضل بریلوی سے اختلاف رائے
کیا ہے اور کمال حیرت یہ ہے کہ ان علماء اہل سنت کے ساتھ
بیشتر مسائل میں جانشین مفتی اعظم ہند علامہ اختر رضا خاں
ازہری علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری اور شرعی کونسل آف انڈیا
بریلی کے علماء بھی شریک ہیں۔اس کے بعد اس نعرے کو کیا
جواز رہ جاتا ہے کہ ''اعلیٰ حضرت سے کسی قسم کا کوئی اختلاف
نہیں ہوسکتا''

(ص/٦٥)

☆ یہ زبان ہے محقق مسائل جدیدہ کی کتاب کے ایک مبصر اور مشیر اعلیٰ کی آگے تحریر ہے
" اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم و مولانا ظفر الدین کے زمانے میں کتنا
طویل فاصلہ ہے اور اس فاصلے میں حالات کس طرح سے ایک
بارگی بدل گئے کہ اعلیٰ حضرت کے زمانے میں "ضرورت شرعیہ"
کا تحقق نہیں تھا اور مفتی اعظم اور مولانا ظفر الدین بہاری اور بعد
کے ادوار میں ضرورت شرعیہ کا تحقق ہو گیا؟

(ص/٦٦)

☆ اب زہریلی سازش کی آخری کڑی دیکھئے مشورہ دے رہے ہیں..........
" امید ہے کہ مفتی صاحب قبلہ آئندہ اپنے کسی مضمون یا کتاب
میں اس مسئلے کو بھی واضح فرمائینگے" (ص/٦٦)

☆ اس پر عرض ہے کہ ہمیں بھی انتظار رہے گا کہ حضرت محقق صاحب کہاں تک
استعمال ہورہے ہیں ! کاش یہ قلم آزاد رہتا تو شاید استقبال قبلہ کی طرف توجہ ہوتی اور

سرکار اعلیٰ حضرت کے مشن کو ترقی ملتی، لیکن اس سے دہلی اینڈ کمپنی کو کوئی فائدہ نہ ہوتا لھذا اس عظیم قلمی توانائی سے ملت کو مایوسی ہوگی۔

بالفرض محقق صاحب اگر فاضل بریلوی کے بتائے ہوئے مسائل پر طبع آزمائی کے لئے مصر ہوں تو پھر بھی بہت سارے ایسے مسائل ہیں جن پر قلم اٹھا کر ملت پر احسان کر سکتے ہیں۔ مثلاً اعلیٰ حضرت نے فرمایا..................

''ایک درجہ حرکت وسطی چار دقیقہ میں ہے اور اس مدت میں سبق قمر تقریباً دو دقیقے بلکہ کبھی اس سے بھی زائد''

(فتاوائے رضویہ ج ۲ ص ۶۳۱)

(۱) یہاں لفظ " تقریباً " کی تحقیق ہو سکتی ہے دو دقیقے سے کس قدر قریب ہے؟ اسی طرح زائد کی مقدار کہاں تک ہو سکتی ہے؟

(۲) بہت سارے ایسے مسائل ہیں جن پر فاضل بریلوی نے فرمایا کہ فی الحال میرے ذہن میں یہ جزئیہ مستحضر نہیں۔ ان پر حوالہ جات پیش کر کے ملت کی خدمت کر سکتے ہیں

(۳) انکسار شعاع بصری کے بارے میں اعلیٰ حضرت نے فرمایا..................

"سالہا سال کے مکرر مشاہدہ نے ثابت کیا کہ اس کی مقدار اوسطاً ۳۳/ دقیقہ فلکیہ ہے"

اس اوسطاً کو بیان کیجئے۔ موسم کے لحاظ سے اس میں کیا تبدیلی آئے گی یا رطوبت و یبوست کے نشیب و فراز میں اس کی مقدار کیا ہوگی؟

شاید دہلی اینڈ کمپنی کی طرف سے اس عظیم قلم کو اتنی آزادی نہ ملے کہ اس میں رضویت کی خدمت ہے نہ کہ اس کی مخالفت، تو پھر کہیں شیر بازار میں گراوٹ نہ آجائے؟ یا تو پھر ایسے مسئلہ پر قلم اٹھاتے جو نیا ہو، مگر فاضل بریلوی سے اختلاف نہ ہو نہ ان کی بظاہر کوئی حمایت ہو جیسا کہ جغرافیہ دانوں نے تبدیلیٔ ایام کی سرحد قائم کی اور دنیا والوں نے اسے قبول کیا جسکی وجہ سے امریکی صوبہ الاسکا کے مغربی کنارہ اور روسی سرحد

کے مشرقی کنارہ کے ایک ہی نصف النہار کی قوس نہاری میں ہونے کے باوجود الاسکا میں جمعرات اور روس میں جمعہ ہے کیا شریعت نے بھی اسے تسلیم کرلیا؟ اگر نہیں تو شرعی سرحد کو بیان کیا جائے یہ عالم اسلام کے لئے عظیم تحفہ ہوگا اور اگر کسی کے ذہن وفکر میں یہ ہو کہ مخالفت میں ہی شہرت کی کامیابی کا راز پنہا ہے تو اسے اتحاد واتفاق کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی ہے چاہے اختلاف کی خلیج بڑھتی جائے۔ لھذا ان سے فریاد بلا فائدہ ہے۔

شہرت کی فضاؤں میں اتنا نہ اڑو پیارے
پرواز نہ کھو جائے ان اونچی اڑانوں میں

## اختلاف کا فرضی مثلث

حضرت مفتی نظام الدین صاحب قبلہ ہماری جماعت میں ایک اچھے قلمکار ہیں، جادو بیانی میں بھی دوسرے سے ممتاز ہیں، سحر انگیز دستکاری اور قلمی صنعت میں تو وہ کمال حاصل ہے کہ ان کی نظر التفات ہو جائے تو صرف دھات کا خوبصورت مجسمہ ہی نہیں بنا سکتے ہیں بلکہ چاہ لیں تو آن واحد میں اس بے جان مجسمہ کو قوت گویائی کی دولت سے بھی مالا مال کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے مشیر اعلیٰ کا اشتہار ہے.............

''وہ انھیں کی نوک قلم کے حسن ادب اور بیان جادو اثر کا حصہ ہے''

(ص/٦٦)

اس جادو کے قائل ہم بھی ہیں اور لوگ واقف بھی ہیں کہ سراب اور شراب ایک نہیں اسی بیان جادو اثر کا مشاہدہ اس مضمون میں بھی خوب خوب ہو رہا ہے جسکی سرخی ہے

''چلتی ٹرین میں نماز کی اجازت کیوں اور کیسے''

اس مضمون کی ابتدا ہی سے محقق صاحب قبلہ چراغ پا نظر آرہے ہیں، اور اپنی مطلب برآری کے لئے وہ کس حد تک جا سکتے ہیں اس کا بھی پورا پورا اظہار ہو رہا ہے لیکن ہر چمکنے والا پتھر ہیرا نہیں ہوتا بلکہ وہ جادو کا اثر بھی ہو سکتا ہے۔

کانپور میں ایک پنکھا لینے کے لئے ایک آدمی کے ساتھ میں ایک دوکان میں گیا، دوکان دار نے دو پنکھے ہمارے سامنے رکھے، ایک کی قیمت آٹھ سو روپے جبکہ دوسرے کی قیمت تیرہ سو روپے بتائی۔ جبکہ آٹھ سو روپے والا پنکھا دوسرے کے مقابلہ میں پرکشش تھا، رفتار میں بھی اس سے بہتر تھا۔ بالآخر پوچھنا ہی پڑا یہ خوبصورت ہے اور رفتار میں بھی بہتر لیکن قیمت کم ہونے کی وجہ؟ جواب ملا........ یہ ''دلّی میڈ'' ہے........

اسی طرح اختلاف کا مثلث بھی کہیں ''دلّی میڈ'' تو نہیں؟ ایک افواہ پر محقق صاحب

کی اتنی بوکھلاہٹ فہم وفراست سے بالاتر ہے۔ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں.............

" کیا فقہاء، محققین نے اجماع شرعی کی مخالفت کی جیسا کہ اس وقت کچھ علاقوں میں یہ افواہ پھیلائی گئی ہے اور سچائی یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہیں "فقہاء ، محققین" اور "اجماع شرعی" کی مخالفت یہ ناممکن ہے۔ جس مسئلے میں اجماع مسلمین ہو اس پر نہ سیمینار کرنے کی حاجت نہ کسی کو اس کی اجازت۔ سچی بات یہ ہے کہ "چلتی ٹرین میں نماز صحیح ہے یا نہیں" یہ مسئلہ نہ کبھی اجماعی تھا نہ ہو سکتا ہے۔ (ص/۵)

☆ پہلی ذمہ داری تو محقق صاحب کی یہ تھی کہ اس ذمہ دار آدمی کو پیش کرتے جس نے ٹرین پر نماز کے عدم جواز کو اجماع شرعی بتایا ہو۔ اور ایسا دعویٰ کسی ذمہ دار سے ثابت نہیں تو چراغ پا ہونے کی ضرورت نہیں۔

فاضل محقق صاحب کا خود بیان ہے کہ "افواہ پھیلائی گئی" اسی افواہی اجماع کی تردید میں ان کی جولانیت قابل دید ہے، جس میں ایک مثلث بنایا گیا جو دراصل بیان جادو اثر کا نتیجہ ہے۔ اور اس کے تینوں زاویوں میں لکھنؤ کا درجہ زاویہ قائمہ کا ہوا۔ دوسرے نمبر کا زاویہ پیلی بھیت کو قرار دیا گیا جبکہ محدث سورتی علیہ الرحمہ والرضوان کا یہ موقف ہرگز نہیں تھا جو محقق صاحب کی تحقیق کے آئینہ پر نظر آیا۔ تیسرا زاویہ جو شاید محقق صاحب کی نظر میں دقیقوں میں بھی نہیں تھا۔ بریلی شریف کو قرار دیا گیا، اسی لئے وہ قابل توجہ نہ رہا جس کی وجہ سے لکھنوی زاویہ پر نگاہ تحقیق وتصدیق مرکوز ہو کے رہ گئی ۔

☆ محقق صاحب کا تحقیقی مثلث..............

| | | |
|---|---|---|
| فاضل لکھنوی | چلتی ٹرین میں نماز | جائز |
| محدث سورتی | چلتی ٹرین میں نماز | جائز خلاف اولیٰ |
| فاضل بریلوی | چلتی ٹرین میں نماز | ناجائز |

فاضل محقق کے الفاظ ہیں.................

(۱) عدم جواز۔ جیسے اعلیٰ حضرت نے اختیار فرمایا اور یہی کثیر علماء کا موقف ہے

(۲) جواز وصحت ۔ جیسے حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی اور دوسرے متعدد علماء نے اختیار فرمایا

(۳) احوط یہ ہے کہ نہ پڑھیں اس کا حاصل ''جواز'' خلاف اولیٰ ہے جیسا کہ حضرت محدث سورتی نے اختیار فرمایا۔

## حضور محدث سورتی کا موقف

حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ کی ایک ایسی عربی عبارت محقق صاحب نے پیش کی جو حقیقت میں فاضل بریلوی کے موقف کی حمایت میں ہے اس کے باوجود دہلوی سیاست کا دباؤ یہاں بھی نظر آیا، خوف طوالت سے بچتے ہوئے محقق صاحب کے ترجمہ پر ہی اکتفاء کر رہا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں.........................

> " زیادہ احتیاط یہ ہے کہ چلتی ٹرین میں نماز نہ پڑھے نہ نماز کے لئے تیمّم کرے کیونکہ اسٹیشنوں پر ٹرین کے ٹھہرنے کا وقفہ اتنا ہوتا ہے جس میں خوب اچھی طرح نماز ادا کرنے کی گنجائش ہوتی ہے اور کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ کسی اسٹیشن پر پانی نہ ملے ۔ میں نے تو سو بار سے زیادہ رات رات بھر دن دن بھر ٹرین سے سفر کئے ہیں اور اس دوران جب بھی نماز کا وقت آیا ایک اسٹیشن پر اتر کر وضو کر لیا اور ٹرین میں سوار ہو گیا۔ پھر دوسرے اسٹیشن پر اتر کر نماز پڑھ لی ، اور کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا کہ ٹرین سے باہر نہ پڑھ سکوں ، یا پانی نہ پاؤں ، لھذا حق سے زیادہ مشابہ بات یہ ہے کہ چلتی ہوئی ٹرین میں نماز ناجائز ہے"
>
> (ص ۷)

اس ترجمہ کو بار بار پڑھیئے اور سمجھئے کہ اس سے حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ کا موقف کیا سمجھ میں آرہا ہے جواز کا یا پھر عدم جواز کا؟

پھر محقق صاحب کے "بیان جادو اثر کا نتیجہ دیکھیئے" پتھر بھی بولتا ہوا نظر آئیگا...............آپ فرماتے ہیں.......محدث صاحب کی عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ ٹرین میں نماز پڑھنا۔

" جواز، خلاف اولیٰ ہے"

بار بار محدث صاحب کی عبارت کے ترجمہ پر نظر ڈالئے کیا اس کا مفہوم یہی ہے کہ.....چلتی ٹرین میں نماز جائز ہے؟ یعنی سو بار سے زیادہ سفر کیئے ٹرین سے اتر کے نماز پڑھے۔

" اس لئے کہ چلتی ٹرین میں نماز جائز ہے"

ٹرین میں تیمم نہیں کیئے، اتر کے اسٹیشن میں وضو کیئے اس لئے کہ ٹرین میں تیمّم جائز ہے؟..............یہ ہے محقق صاحب کے بیان جادو اثر کا ایک ایسا خوفناک پہلو جس نے آج سنی علماء کی قلمی توانائی کو بے اثر کر کے رکھدیا ہے وہ قلم دیوبندیت ونجدیت پر جن کا خوف طاری تھا آج آپس میں دست بگریباں ہیں۔

مسلمانو انتظار کرو ! جمعہ کا مسئلہ بدلنے والا ہے۔گاؤں کی تعریف بدلنے والی ہے۔مسجدوں میں ہارن کی جگہ اسکرین کا استعمال ہونے والا ہے۔بہر حال اس عدم جواز کی عبارت کو جواز کے زیورات سے آراستہ کرنے میں ساری صلاحیتوں کا محور لفظ "احوط" کو بنایا گیا ہے اور اس کا ایک ایسا معنیٰ تراشہ گیا جس نے دلی اینڈ کمپنی کو نقطۂ عروج تک پہونچادیا۔محقق صاحب فرماتے ہیں............

ایک ہے "ممانعت" اور ایک ہے "احتیاط ممانعت" اور ایک ہے "احوط ممانعت" یعنی زیادہ احتیاط ممنوع ہونے میں ہے (ص ٦)

لھذا..."احوط" کا یہ معنیٰ جب تسلیم کرلیا جائے تو حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ کی عبارت کا مفہوم جواز کا ہوگا، عبارت یہ ہے۔

"**والاحوط ان لا یصلی فیہ صلوۃ عند مسیرۃ ولا یتمم فیہ لھـــــا**"...اپنے خودساختہ معنیٰ پر یہاں فتاوائے رضویہ سے استدلال کیا گیا ہے اور یہ استدلال بھی "دلّی میڈ" کا مظہر ہے اس لئے کہ "زیادہ احتیاط" کے الفاظ اس عبارت میں یہاں اس معنیٰ میں مستعمل ہیں نہ کہ ان کا وہ معنیٰ بتایا گیا ہے۔ معنیٰ موضوع لہٗ کے ثبوت پر معنیٰ مستعمل فیہ سے استدلال "بیان جادو اثر" نہیں تو اور کیا ہے؟ اس لئے چار احوطیں اور حاضر ہیں۔

آیئے فتاوائے رضویہ کی ایک عبارت میں بھی پیش کررہا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ لیکن سرکار اعلیٰ حضرت کی عبارت سے پیشتر محقق صاحب کا جادواثر معنیٰ ذہن نشین رکھیں کہ "احوط" کا معنیٰ مخالف "جائز خلاف اولیٰ"

سرکار اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں ایک سوال آیا.............

## (احوط اول)

**سوال :.** جمعہ میں خطیب کے سامنے جو اذان ہوتی ہے مقتدیوں کو اس کا جواب دینا چاہئے یا نہیں؟

**جواب :.** ہرگز نہ چاہئے یہی احوط ہے.

(فتاوائے رضویہ ج3/ص/683ج/2ص/462)

اب محقق صاحب کی تحقیق کی روشنی میں سرکار اعلیٰ حضرت کی عبارت کا مفہوم یہ ہوا کہ "جائز ہے خلاف اولیٰ"

جبکہ اعلیٰ حضرت نے تاکید کے ساتھ اس کی نفی کی ہے فرماتے ہیں "ہرگز نہ چاہئے"...........محقق صاحب اس کا مفہوم بتا رہے ہیں "بالکل چاہئے" اس لئے کہ اس کے مقابلہ میں لفظ "احوط" آیا ہے۔

یعنی کلام کا مفہوم متکلم سے زیادہ محقق کو معلوم ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ''نہ چاہئے'' کی تحقیق کوئی ارادہ تکلم سے کرے۔ فاضل بریلوی نے اس کی بھی تردید فرمائی ۔آگے فرماتے ہیں ردالمحتار میں ہے...........

"اجابة الاذان ح مکروهة"

☆ اور ظاہر ہے کہ ارادۂ تکلم پر کراہت کا حکم نہیں بلکہ تکلم باللسان پر یہ حکم ہے اور یہ مسئلہ کسی ایک کا نہیں۔ مزید ارشاد فرماتے ہیں پھر درمختار میں ہے.............

"ینبغی ان لا یجیب بلسانه اتفاقاً فی الآذان بین یدی الخطیب"

بالاتفاق اس اذان میں خطیب کے سامنے زبان سے جواب نہیں دینا چاہئے۔

صاف ظاہر ہوا کہ لفظ ''احوط'' کے معنیٰ مخالف کو ''جائز خلاف اولیٰ'' کہنا بیان ''جادو اثر'' کے علاوہ کچھ نہیں۔

(احوط ثانی)

" والاحوط ان یقول نویت آخر ظهر ادرکت وقتهٔ ولم اصله بعد"

(ہندیہ اول ص ر75)

☆ اور احوط یہ ہے کہ یوں کہے کہ میں نے ظہر کی اس آخری نماز کی نیت کی، جس کا وقت میں نے پایا اور ابھی تک نماز نہیں پڑھی۔

یہ اس جگہ کے بارے میں ہے جہاں جمعہ کی فرضیت کے بارے میں شک ہو بعد جمعہ احتیاطاً ظہر کا حکم دیا جاتا ہے۔ وہاں کے بارے میں ہندیہ میں لفظ'' احوط'' آیا..............اس کا مفہوم مخالف یا تو مطلقاً ظہر کی نیت کرے یا پھر اس کو ترک کرے، صورت اولیٰ میں دو فرض نماز ایک وقت میں ہونا لازم آئیگا دوسری صورت میں ترک وجوب لازم آئیگا جیسا کہ ایک سوال میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں...........

سوال :. آخری ظہر میں نیت کیا کرے فرض یا نفل؟

**جواب :. "ان وقع الشک فی صحة الجمعة لوقوع الشبهة فی شرطکالمصریة او کون الدار دار الاسلام فالظاهر الوجوب"**

(فتاوائے رضویہ ج/3 ص/705)

یعنی اگر صحت جمعہ میں شک ہو کسی شرط میں شبہ کی وجہ سے جیسا کہ شہر یا دارالاسلام کا ہونا تو ظاہر وجوب ہے۔ نہ تو ترک جائز اور نہ دو فرض جائز۔ پھر ہندیہ میں لفظ "احوط" آیا آخر کیوں؟ یہ ہے محقق صاحب کی جادوئی تحقیق.........

یہاں تو "احوط" وجوب کے معنیٰ میں آیا۔ شاید کہ محقق صاحب کو اس کی تلاش نہیں تھی کہ ان کے منشاء کے خلاف تھا۔

پھر عامہ کتب فقہ میں اس نماز کے ساتھ "احتیاط" کا لفظ وارد ہے، جبکہ "احتیاط" کا معنیٰ مخالف بھی محقق صاحب کے نزدیک منع نہیں بلکہ "منع" اور خلاف اولیٰ کے درمیان ایک تیسری منزل ہے۔

لھذا اس جدید تحقیق کی روشنی میں جہاں صحت جمعہ میں شک ہو وہاں آخری ظہر کا ترک جائز ہے کم از کم منع نہیں سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں........

"یہ رکعتیں بحال توہم عدم صحت تو صرف مندوب ہیں اور
بحال شک واشتباہ ظاہر وجوب"

(فتاوائے رضویہ ج/3 ص/705)

تو کیا وجوب کا معنیٰ مخالف جائز خلاف اولیٰ ؟ سوائے محقق جدید اور دوسرا کوئی ایسا کہنے والا شاید نہ ملے۔

## (احوط ثالث)

اس میں وسعت جہت ان سب سے تنگ تر تو یہی "احوط" ہے کہ جہاں تک اس کا مفاد ہے وہ تمام اقوال مذکورہ پر جہت قبلہ ہے۔

(فتاوائے رضویہ ج/3 ص/33)

شان اہل سنت الجامعۃ الاشرفیہ کا ہمیشہ اسی پر فتوی رہا ہے کہ قبلہ حقیقی سے پینتالیس درجہ سے زائد انحراف پر پڑھی گئیں نمازیں فاسد ہیں حالانکہ اس قول کو یہاں ''احوط'' کہا گیا ہے۔ جبکہ محقق جدید کے جادوئی قلم نے اس کے معنیٰ مخالف کو '' جائز خلاف اولیٰ'' قرار دیا ہے۔ یعنی پینتالیس درجہ سے بھی زائد انحراف جائز ہے، لیکن خلاف اولیٰ ہے۔

اس باب میں بکثرت اقوال موجود ہیں جن میں سے صرف دو یہاں نقل کرر ہا ہوں۔

**(ا) قال الذندویسی ان المغرب قبلة اهل المشرق وبالعکس والجنوب لاهل الشمال وبالعکس**

(فتاوائے رضویہ ج/3 ص/31)

**(۲) فی الخانیة ان القبلة لاهل الهند ما بین الرکن الیمانی الی الحجر**

(ایضاً)

محقق صاحب کے نزدیک چونکہ ان دونوں قول پر عمل جائز ہے اس لئے کہ صورت ''احوط'' کے مفہوم مخالف ہیں۔ لہٰذا ......قول ول پر عرض ہے کہ افریقی ملک'' کینیا'' کی وہ جگہ جو عرض صفر اور طول مشرقی سولہ درجہ چالیس دقیقہ پر واقع ہے اس کا قبلہ حقیقی ساڑھے چوالیس درجہ نقطہ مشرق سے شمالی ہوگا جبکہ یہ حرم مقدس سے مغربی ہے وہاں کا نمازی اگر ایک درجہ اور بائیں مائل ہو تو جہت مشرق سے خارج ہو جائے گا، اور نماز فاسد ہوگی، جبکہ دائیں طرف اگر نواسی درجہ تک بھی مائل ہو جائے تو نماز صحیح ہے۔ کیونکہ جہت مشرق باقی رہے گی۔ کیا یہی شریعت اسلامیہ کا قانون ہے؟ ایک طرف نواسی درجہ کا انحراف ہو پھر بھی نماز صحیح۔ دوسری طرف ایک درجہ کے انحراف سے نماز فاسد۔

حالانکہ محقق صاحب کی تحقیق جدید کی روشنی میں دونوں صورت پر نماز جائز ہے لیکن خلاف اولیٰ اس لئے کہ صورت ''احوط'' کا یہ معنیٰ مخالف ہے۔ اور قول ثانی

پر محقق صاحب اپنی نمازوں کو بچائیں کہ رکن یمانی اور حجر کے مابین تو مستجاب ہے۔تو کیا اس کی طرف کوئی بھی یو پی کا نمازی کسی بھی نماز میں متوجہ ہوا۔؟

یہ تو قبلہ یمن کا ہوگا نہ کہ ہندوستان کا جبکہ اس قول میں ہندوستان کا قبلہ رکن یمانی سے حجر اسود تک بتایا گیا ہے جبکہ صورت ''احوط'' کا یہ بھی معنیٰ مخالف ہے۔ حالانکہ مفتی صاحب کی جادوئی تحقیق میں ''احوط'' کا مفہوم مخالف جائز خلاف اولیٰ ہے۔

اس سے اظہر من الشمس واضح ہوا کہ یہاں سرکار اعلیٰ حضرت کا استعمال کردہ لفظ ''احوط'' اس معنیٰ میں نہیں ہے جو ''جادو اثر'' تحقیق بتا رہی ہے کہ اسی احوط پر صحت نماز کا دارومدار بھی ہے۔

## (احوط رابع)

**"والاحوط ان ینوی مقارناً للتکبیر ومخالطاً لہٗ "** (منیة المصلی ص/۵۶)

اور ''احوط'' یہ ہے کہ نمازی تکبیر کے ساتھ نیت کرے اور اس سے ملا کر لفظ ''احوط'' کا استعمال یہاں بھی ہے، اس کے مفہوم مخالف کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو تکبیر سے پہلے نیت کرے یا بعد میں۔ یہاں پہلی صورت پر ''ذہول'' نیت کے بعد تکبیر تحریمہ کرے ورنہ مقارن ومخالط کی صورت ہی لازم آئیگی جو صورت ''احوط'' ہے۔

اب ان دونوں صورتوں پر اسی سے ملی ہوئی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں

**....."والاحوط ان ینوی مقارناً للتکبیر ومخالطاً لہٗ کما ھو مذھب الشافعی وذکر فی الاجناس ان من خرج من منزلہ یرید الفرض بالجماعة فلما انتھیٰ الی الامام ولم تحضرہ النیة فی تلک الساعة ان کان بحال لو قیل لہ ای صلوٰة تصلی امکنہٗ ان یجیب من غیر تأمل تجوز صلوٰتہٗ والاّ فلا وان تأخرت النیة ونویٰ بعد التکبیر لا تصح "**

اور ''احوط'' یہ ہے کہ تکبیر کے ساتھ اور اس سے ملا کر نیت کرے جیسا کہ مذھب شافعی ہے اور ''اجناس'' میں بیان کیا گیا کہ جو فرض نماز جماعت سے پڑھنے کے

ارادے سے اپنی منزل سے نکلے جب وہ امام کے پاس گیا اس وقت نیت مستحضر نہیں تھی اگر وہ اس طرح ہے کہ اگر اس سے پوچھا جائے کہ کون سی نماز پڑھ رہے ہو؟ تو وہ بغیر تأمل کے صحیح جواب دینے پر قادر ہو، تو اس کی نماز جائز ہے۔ ورنہ نہیں۔ اور اگر نیت متاخر ہو اور نمازی تکبیر کے بعد نیت کرے تو نماز صحیح نہیں۔ تقدم نیت کی صورت میں ایک حالت صحت نماز کی آئی لیکن اس میں پوری طرح نیت سے غفلت نہیں تھی اس لئے تو سوال کے ساتھ ہی بلا تأمل جواب دینے پر قادر رہا۔ تو اس میں پوری طرح ذہول نیت نہیں پایا گیا، باقی دونوں صورتوں میں صحت نماز کا حکم نہیں۔

جبکہ محقق جدید کے جادوئی قلم کا اثر تو یہ ہے کہ "احوط" کا معنیٰ مخالف جائز اور خلاف اولیٰ ....... تو آنکھیں خیراں کر دینے والی ان کی اس تحقیقی روشنی میں " لا تصح " کا معنیٰ " تصح " ہوگا۔ یہ ہے بیان جادو اثر کا عبرت ناک انجام۔

انھیں چار احوطوں پر میں یہاں اکتفاء کر رہا ہوں کہ حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ والرضوان کی جلی عبارت اس مفہوم سے پاک وصاف ہے، اختلاف کے غبار سے بالکل ہی آلودہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سو بار سے زیادہ دن دن بھر، رات رات بھر سفر کے باوجود ٹرین میں نماز نہیں پڑھی اور نہ تیمّم کئے بلکہ ان کی عملی زندگی بھی پوری طرح " زاویہ حادہ دقیقیہ " سے متفق رہی۔

فاضل بریلوی اور محدث سورتی علیہما الرحمۃ والرضوان کی صحبت ناز سے مالا مال ملک العلماء حضرت علامہ مفتی محمد ظفر الدین صاحب قبلہ رضوی بہاری علیہ الرحمہ نے بھی اپنے دونوں اساتذہ کی عملی و قلمی زندگی کا مفہوم یہی اخذ کیا ہے۔

جیسا کہ آپ فرماتے ہیں.....................

حضرت محدث سورتی کہ اصول و فروع کسی ایک
مسئلہ میں بھی اعلیٰ حضرت سے خلاف نہیں۔

(حیات اعلیٰ حضرت ص ر 220)

اتحاد کا درس دینے والے محقق صاحب کو آخر کیا پڑی ہے کہ ان دونوں عظیم ہستیوں کے درمیان اختلاف کے ثبوت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیں۔ اس کی صحیح جانکاری کچھ وہی حضرات دے سکتے ہیں جنھیں مخصوص عرفان وشعور حاصل ہے۔

☆ حضرت ملک العلماء کی تحریر کی روشنی میں بھی حضرت محدث سورتی کا اس مسئلہ میں بریلی سے کوئی اختلاف نہیں رہا جبکہ اس جدید کشیدہ کاری میں " ولا یتیمم " نے بھی " یجوز التیمم " کی صورت اختیار کر لی ہے۔ کہ " لا یصلّی " پر اسکا عطف ہے۔ موقع ملا تو وہاں بھی نقاب کشائی ہو سکتی ہے سر دست اب دو ہی صورت باقی رہیں ......ایک جائز.........اور دوسری............ناجائز۔

فاضل لکھنوی نے چلتی ٹرین میں نماز ادا کرنا جائز بتایا جبکہ فاضل بریلوی کا فتویٰ عدم جواز کا ہے۔

لھذا اس مسئلہ میں اختلاف کا فرضی مثلث اپنا وجود کھو چکا۔ صرف ایک خط مستقیم باقی رہا۔ ایک طرف لکھنو، دوسری طرف بریلی۔ جبکہ محقق مسائل جدیدہ فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ فاضل بریلوی کی تائید میں ہیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ............ "مجلس شرعی نے حکم نہیں بدلا، اور مجلس شرعی کوئی نیا حکم نہیں لائی ہے، بلکہ بدلے ہوئے حکم کا اظہار کیا ہے"۔

(ص/۹)

یعنی جب فاضل لکھنوی نے جواز کا حکم دیا تھا وہ قابل عمل نہیں تھا آج اگر وہ حکم آتا تو فاضل بریلوی سے اختلاف نہ ہوتا اور چونکہ زمانہ ایک ہی ہے تو اختلاف کا ثبوت ہوگا گرچہ محقق صاحب کا اتفاق سرکار اعلیٰ حضرت سے ہے لیکن فاضل لکھنوی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ............ "جواز وصحت جسے حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی اور دوسرے متعدد علماء نے اختیار فرمایا" ۔

(ص/۸)

یہاں چونکہ متعدد علماء میں سے کسی کا نام نہیں ہے اس لئے عدم جواز کے قائل علماء اہل سنت کی فہرست کی ضرورت نہیں۔ ہاں ملی سرحدوں سے باہر کی پوری حمایت اس مسئلہ میں لکھنو کو حاصل تھی۔ حضرت فاضل لکھنوی کے اس نقطۂ اختلاف پر نہ مجھے لب کشائی کی جرأت ہے نہ ہی اس کی کوئی حاجت ہے۔ لیکن ایک بات میں مجھے حیرت ضرور ہے کہ ٹرین کا ''نظام'' تو کافی پہلے بدل چکا تھا اس کے باوجود محقق صاحب کا اعلان آج ہو رہا ہے۔ ایسا تو نہیں کہ اس اعلان کے راستے میں فقیہ الھند حضرت مفتی شریف الحق صاحب قبلہ کی موجودگی ایک رکاوٹ کی طرح حائل رہی ہو؟ ...... جنہوں نے فاضل لکھنوی کے بارے میں فرمایا تھا............

> ''مولانا موصوف نے التعلیق الممجد میں ترتیب کے مسئلے میں مذھب شوافع کو ترجیح دی ہے شاید انھیں یہ احادیث نہیں ملیں''

(نزہۃ القاری ج/3 ص/87)

☆ ہوسکتا ہے مستقبل میں کوئی ایسی تحقیق منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو جو یہ بتائے کہ فقیہ الھند کا یہ تبصرہ علم حدیث سے متعلق تھا نہ کہ مسائل فقہیہ کے بارے میں۔ شاید اسی لئے حضرت فقیہ الھند نے کچھ اور اضافہ فرمایا کہ................

> '' مولانا عبدالحی لکھنوی نے التعلیق الممجد میں
> "باب الوضوء مما تشرب منه السباع وتلسع"
> کے تحت لکھا ہے کہ سب سے راجح مالکیہ کا مذہب ہے ۔مولانا صاحب کی یہ عادت ہے کہ ایک دو جگہ نہیں کتنی جگہ مخالفین کے پروپیگنڈے سے مرعوب ہو کر ہتھیار ڈال دیا ہے، بلکہ کہیں کہیں غیر مقلدیت کی بولی بولنے لگتے ہیں ،یہی یہاں بھی کیا آپ نے لکھا تو یہ ہے کہ سب مذاہب

کے دریاؤں میں گھسا اور سب مذاہب کی کتابیں دیکھیں تو یہ
سمجھا ہے۔ آیئے ہم ناظرین کو عینی شرح بخاری کا اس جگہ کا
اقتباس دیکھائیں تو معلوم ہوگا کہ ہوسکتا ہے کہ مولانا صاحب
لکھنوی نے دیگر مذاہب کے دریاؤں میں غوطہ زنی کی ہو مگر
مذہب حنفی کے دریا کے ساحل تک بھی اس مسئلہ میں نہیں
پہونچے"

(نزہۃ القاری ج/2 ص/140)

☆ بہر حال محقق مسائل جدیدہ کو پورا پورا اختیار ہے کہ وہ چلتی ٹرین کے مسئلہ پر فاضل لکھنوی کی صورت "جواز" کو اختیار کریں۔ یا پھر فاضل بریلوی کی صورت "عدم جواز" کو۔

جہاں تک اس مسئلہ کا تعلق ہے تو اس پر اجماع شرعی کا دعویٰ میری نظر میں ابھی تک نہیں آیا نہ کسی دارالافتاء میں ایسا لکھا گیا نہ ہی اس سے متعلق مفتیان کرام کی ایسی کوئی تحریر سامنے آئی۔ اگر علماء کرام میں سے کسی نے "اجماع" کا لفظ استعمال بھی کیا ہے تو اس کی حیثیت صرف اتنی ہے کہ ہم خیال علماء کا اس پر اتفاق ہے، جیسا کہ فقیہ الھند کا ارشاد ہے......

"ان کی خدمات کو دیکھتے ہوئے مذہب اہل سنت
وجماعت کے مقتدر ہستیوں نے اجماع کے ساتھ
مسلک ابوحنیفہ کو مسلک اعلیٰ حضرت کا نام دیدیا"

(مقالات شارح بخاری ج2 ص/325)

یہاں بھی حضرت فقیہ الھند نے "اجماع" کا لفظ استعمال فرمایا ہے ۔یہ اجماع نہ اہل حجاز کا تھا، نہ صحابہ کا تھا، نہ تابعی کا تھا، نہ پہلی صدی ہجری کا تھا، اور نہ ہی دوسری صدی ہجری میں اس پر اجماع ہوا، اور اس میں علماء کرام نے اختلاف بھی نہیں

کیا،وہ جانتے تھے کہ اسکا نام ''اجماع شرعی''نہیں۔

محقق مسائل جدیدہ سے عرض ہے کہ اتنی جانفشانی کی کوئی ضرورت نہیں ،اپنی تحقیق کا خوب خوب اظہار فرمائیں لیکن فتاوائے رضویہ کی عبارات کو خدارا اپنی صورت میں رہنے دیں۔آپ صاف اعلان کریں کہ چلتی ٹرین میں نماز کے بارے میں مجھے فاضل بریلوی سے اختلاف ہے نہ کہ یہ اعلان کریں کہ خود ٹرین کے مسئلے میں بھی فتاوائے رضویہ کا اتباع ہے۔ (ص ۹)

ہم دعویٰ نہیں کرتے ہیں کہ فاضل بریلوی سے جزئیات میں اختلاف کا مسئلہ عقیدہ قطعی کی طرح ہے،چلتی ٹرین میں نماز کو جائز کہنے کی وجہ سے فاضل لکھنوی کو کسی نے اپنی تنقید کا نشانہ نہیں بنایا۔حضرت فقیہ الھند نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کی وجہ دوسری تھی گرچہ فقیہ الھند کا فتویٰ وہی تھا جو فاضل بریلوی کا تھا۔

آنے والے مضامین سے قارئین کرام پر یہ مسئلہ پوری طرح سے منکشف ہو جائے گا۔ **(انشاء اللّٰہ تعالیٰ)**

# ایک مظلوم تحریر اور اس کی عکسی تصویر

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے پاس سات شعبان ۱۳۳۹ھ کو محمد ابراہیم کی طرف سے تحریر کردہ ایک سوال آیا، جو مدرسہ نعمانیہ اسلامیہ دہلی سے بھیجا گیا تھا ،اس میں پوچھے گئے سوالات میں ایک ٹرین کا مسئلہ بھی تھا۔یعنی اپنے وصال مبارک سے ساڑھے چھ مہینہ پہلے آپ نے یہ جواب تحریر فرمایا۔جس میں اردو کے الفاظ یوں ہیں۔باقی عربی عبارتیں ہیں،اردو کے یہی الفاظ مشق ستم ہیں آپ فرماتے ہیں.......

''فرض اور واجب جیسے وتر ونذر اور ملحق بہ یعنی سنت فجر ،چلتی ریل میں نہیں ہو سکتے اگر ریل نہ ٹھہرے اور وقت نکلتا دیکھے، پڑھ لے پھر بعد استقرار اعادہ کرے۔تحقیق یہ ہے کہ استقرار بالکلیة ولو بالوسائط زمین یا تابع زمین پر کہ زمین سے متصل باتصال قرار ہو ان نمازوں میں شرط صحت ہے مگر بتعذر، ولھذا.....دابہ پر بلا عذر جائز نہیں گرچہ کھڑا ہو کہ دابہ تابع زمین نہیں ،لھذا.....گاڑی پر جس کا جوا بیلوں پر رکھا ہے اور گاڑی ٹھہری ہوئی ہے جائز نہیں کہ بالکلیہ زمین پر استقرار نہ ہوا، ایک حصہ غیر تابع زمین پر ہے،لھذا چلتی کشتی سے اگر زمین پر اترنا متیسر ہو کشتی میں پڑھنا جائز نہیں بلکہ عند التحقیق اگر چہ کشتی کنارے پر ٹھہری ہو مگر پانی پر ہو زمین تک نہ پہونچی ہو اور یہ کنارے پر اتر سکتا ہے، کشتی میں نماز نہ ہوگی کہ اسکا استقرار پانی پر ہے۔ پانی زمین سے متصل باتصال قرار نہیں جب استقرار کی حالتوں میں نمازیں جائز نہیں ہوئیں جب تک استقرار زمین پر اور وہ بھی بالکلیہ نہ ہو تو چلنے کی حالت میں کیسے

جائز ہوسکتی ہیں کہ نفس استقرار ہی نہیں بخلاف کشتی رواں جس
سے نزول متیسر نہ ہو کہ اسے اگر روکیں گے بھی تو استقرار پانی
پر ہوگا، نہ کہ زمین پر، لھذا سیر ووقوف برابر، لیکن اگر ریل روک
لی جائے تو زمین ہی پر ٹھہرے گی اور مثل تخت ہو جائے گی۔
انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لئے روکی جاتی ہے اور نماز کے
لئے نہیں، تو منع من جھۃ العباد ہوا۔ اور ایسے منع کی حالت میں
حکم وہی ہے کہ نماز پڑھ لے اور بعد زوال مانع اعادہ کرے"۔

(فتاوائے رضویہ ج/3 ص/44)

## اس میں خاص جملے یا معانی

(۱) استقرار بالکلیہ ولو بالوسائط، زمین یا تابع زمین پر کہ زمین سے متصل باتصال قرار ہو، ان نمازوں میں شرط صحت ہے۔

(۲) گاڑی ٹھہری ہوئی ہے اس کا جوا بیل پر ہے اس میں نماز جائز نہیں۔

(۳) کشتی اگر روکی بھی جائے تو سیر ووقوف برابر۔

(۴) ریل روک لی جائے تو حالت وقوف میں "قرار" پایا گیا۔

(۵) منع من جھۃ العباد

☆اس پر بیان "جادواثر" کی دلخراش نمائش بھی ملاحظہ کریں..........

"یہ جو حکم دیا گیا کہ نماز پڑھ لے بعد میں اعادہ کرے، کیوں؟ اس لئے کہ انگریزوں کے کھانے کے لئے ٹرین روکی جاتی تھی اور نماز کے لئے نہیں، یہ بنیاد ہے اور آج کا حال یہ ہے کہ نہ انگریزوں کے کھانے کے لئے ٹرین روکی جاتی، نہ کسی وزیر وغیرہ کے کھانے کے لئے روکی جاتی ہے۔ جیسا کہ نماز کے لئے نہیں روکی جاتی، جس بنیاد پر اعلیٰ حضرت نے یہ حکم دیا تھا کہ نماز پڑھ کر بعد میں دہرالیں، وہ بنیاد ہی بدل گئی،

جب بنیاد بدل گئی تو حکم بھی بدل گیا۔ (ص۹)

یہ ہے محقق مسائل جدیدہ کی عالمانہ وفاضلانہ تحقیق مسائل نماز پر بیان اور انداز کیسا مضحکہ خیز ہے.......... انگریزو! تم کھاؤ گے تو ہم نماز ناجائز کہیں گے، تم کھانا روک دو تو ہم بھی تمہاری ٹرین میں نماز جائز کہیں گے۔ یہ معیار استدلال محقق صاحب کا ہوسکتا ہے اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں، ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت پر الزام نہ رکھیں کہ فاضل بریلوی کی عبارت ایسی "بنیاد" سے قطعاً آلودہ نہیں ہے فاضل بریلوی کے فتاوائے سے منقول خاص جملے یا معنیٰ میں سے۔

**ماخوذ(۱)**

ایک نمبر میں استقرار بالکلیہ کو نماز کے لئے شرط صحت قرار دیا گیا ہے۔اس پر سرکار اعلیٰ حضرت نے خود تحریر فرمایا..............

**" ان اتحاد المکان شرط فی الصلوٰۃ غیر النافلة عندالامکان لا یسقط الاّبعذر "**

بے شک اتحاد مکان نافلہ کے علاوہ باقی نماز میں شرط ہے امکان کے وقت بلا عذر یہ شرط ساقط نہ ہوگی، امید ہے کہ اس شرط صحت پر محقق جدید صاحب کو بھی کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔اتحاد مکان کا مطلب یہی تو ہے کہ جہاں نماز شروع کی ہے وہیں سارے ارکان ادا کرو، یہ نہیں کہ تکبیر تحریمہ تو کیا لکھنو میں اور آخری رکن دلی میں ادا کرے۔

ٹرین میں نماز کو جائز کہنے کے لئے محقق صاحب پر لازم تھا پہلے وہ اتحاد مکان کی اس شرط کو بے اثر بنائے یا اس کا کوئی ایسا مفہوم منظر عام پر لائے جس سے ملک تو بدل جائے لیکن مکان نہ بدلے۔اسی لئے آپ کا ارشاد ہے کہ..........

"کشتی، کشتی سوار کے لئے بمنزلہ زمین اور کمرے کی طرح ہے اس کا چلنا مکان اور سوار کے تبدل کا موجب نہیں"

(ص ر8)

☆ یہ ہے محقق جدید کی حیران کن، سحر انگیزی، امریکی بحری بیڑا، نیویارک سے خلیج فارس تک پہونچ گیا، لیکن وہاں کے سوار کا مکان نہیں بدلا۔ لہٰذا اتحاد مکان تو ہو گیا۔

افسوس ایسی فہم فراست پر شاید مفتی صاحب نے ھدایۃ الحکمت کو اچھی طرح یاد رکھا ہے،...................... کہ حاوی کی سطح باطن اور محوی کی سطح ظاہر سے جو مماس ہو اسی کا نام ''مکان'' ہے۔

............چلئے مکان کا اتحاد ہو گیا تو کیا اتحاد مکان کافی ہے۔

فاضل بریلوی نے استقرار بالکلیہ بھی بتایا اور یہ اپنی طرف سے اعلیٰ حضرت نے نہیں بتایا بلکہ فتاوائے ظہیریہ کی عبارت پیش کی ہے۔ فرماتے ہیں......

**" ان جذبته الدابة حتیٰ ازالته عن موضع سجوده تفسد "**

☆ اگر کوئی جانور اسے کھینچے، سجدے کی جگہ سے الگ کردے تو نماز فاسد ہوگی (جبکہ گاڑی کا رابطہ جانور سے رسّی کے ذریعہ ہو)........ لھٰذا اتحاد مکان کے ساتھ استقرار علیٰ الارض بھی ضروری ہوا۔ یہی تو سرکار اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ استقرار بالکلیہ......... ..........شرط صحت ہے۔

جب **"لا یصلی"** کا معنیٰ **" تجوز الصلوٰۃ "** ہو گیا **"لا یتیمم "** کا معنیٰ **"یجوز التیمم "** ہو گیا تو پھر کوئی بعید نہیں کہ مستقبل میں کوئی ایسا محقق آئے جو شرط صحت کو شرط اولویت قرار دے دے۔

☆ ایک دوسری تحریر بھی حاضر خدمت ہے.................

فرض واجب اور ملحق بواجب سنت فجر کے لئے دو شرطیں ہیں۔ ایک استقرار علی الارض یعنی زمین پر ٹکا ہو۔ دوسرے اتحاد مکان۔ یعنی تمام ارکان ایک جگہ ادا کئے جائیں۔ اگر ان شرطوں میں سے ایک بھی فوت ہو گئی نماز صحیح نہ ہوگی۔

(نزھۃ القاری ج/2 ص/371)

دیکھئے نماز کی عدم صحت کا حکم دیا جارہا ہے اس میں انگریزی کھانے پر کوئی تحقیق نہیں ہورہی ہے۔ کھانا باسی تھا یا تازہ تھا، جائز کا تھا یا ناجائز کا تھا، اس سے جواز یا عدم جواز کا کیا تعلق لیکن محقق مسائل جدیدہ اسے فراموش نہ کرسکے۔

## ماخوذ(۲)

''گاڑی ٹھہری ہوئی ہے اس کا جوا بیل پر ہے اس میں نماز جائز نہیں''

☆ صرف فاضل بریلوی کا یہ فرمان نہیں ہے۔ ہندیہ میں ہے..............

**" واما الصّلوٰة علی العجلة فان کان طرفها علی الدابة وهی تسیر او لا تسیر فهی صلوٰة علی الدابة**

(ج ۱ ص ۷۴)

اور گاڑی پر نماز اگر اس کا کنارہ جانور پر ہو وہ چل رہی ہو یا نہیں یہ جانور پر نماز ہے۔

☆ اور جانور پر نماز کا حکم کیا ہے اسی حوالہ میں ہے..........

**" ولا تجوز الصّلوٰة علی الدابة الا من عذر "**

بلا عذر جانور پر نماز جائز نہیں۔

فتاوائے رضویہ کا حکم آسانی سے بدل جائیگا، اسلئے کہ محقق کی تحقیق میں جادو کا اثر ہے، اسلئے کچھ تقویت کے لئے میں نے ''ہندیہ'' کی عبارت پیش کی، پھر بھی ممکن ہے کہ کسی دلکش تحقیق کا جادوئی اثر اس میں بھی سرایت کر جائے اس کی پیش بندی کے لئے حضور فقیہ الھند کا فیصلہ تریاق کا کام کریگا۔

☆ ارشاد فرماتے ہیں................

''گاڑی ایسی ہے کہ اگر اس کا جوا جانور کی گردن سے اتار دیا جائے تو گاڑی ٹکی نہ رہے تو ایسی گاڑی پر نماز درست نہیں خواہ کھڑی ہو خواہ چل رہی ہو۔ کھڑی ہونے کی صورت میں اس

لئے کہ بالکلیہ استقرار علی الارض نہیں۔اس کا جو اجانور کی
گردن پر ہے جانور زمین کے تابع نہیں۔
دوسری صورت میں اس لئے کہ استقرار علی
الارض قطعاً نہیں۔

(نزھۃ القاری ج/2ص/371)

☆ یہاں بھی انگریز کے کھانے، پینے کا کوئی تذکرہ نہیں وہی استقرار علی الارض پر حکم جاری کیا گیا۔

## ماخوذ(۳)

"کشتی اگر روکی بھی جائے تو سیر ووقوف برابر"

☆ اس کی تردید میں محقق جدید کی مقبول ترین دلیل بھی سماعت فرمائیں.............

"چلتی ریل گاڑی چلتی کشتی کے مشابہ ہے کہ دونوں کسی
جانور کے کھینچنے سے نہیں بلکہ "ہوا" و "بھاپ" کے ذریعہ
چلتی ہے اور کشتی باوجود کہ پانی کے اوپر ہے، اور زمین یا
کسی ایسی ٹھوس چیز پر نہیں چلتی جس پر بلاواسطہ سجدہ یا قیام
ہوسکے۔مگر پھر بھی اس میں نماز فرض بھی جائز ہے"۔

(ص/8)

فاضل بریلوی نے یہاں اسی شبہ کا جواب عطا فرمایا تھا کہ آنے والے محققوں میں سے کوئی "ٹرین" کو "کشتی" پر قیاس نہ کرلے اس لئے دونوں کے درمیان فرق بتایا کہ ٹرین خشکی کی سواری ہے جبکہ کشتی پانی کی سواری ہے، یہ دونوں کس سے چل رہی ہیں، اس سے جواز یا عدم جواز کا کوئی تعلق نہیں۔دیکھو استقرار پایا گیا یا نہیں!

ٹرین نماز کے لئے روکی جائے تو زمین پر رکے گی اور استقرار بالکلیہ پایا جائیگا، کشتی روکی جائے پھر بھی استقرار نہیں، اس لئے کہ روکنے کے باوجود وہ پانی کے

اوپر ہے۔اور پانی کا اتصال زمین سے اتصال قرار نہیں تو استقرار بالکلیہ موجود نہیں۔
لھذا نماز کی شرط صحت مفقود ہوئی یہ پانی کسی بندے کی طرف سے بھی نہیں ہے۔لھذا
استقرار کا مانع "من جهة العباد" نہ ہوا، کہ کشتی تو رکی ہوئی ہے،اب بندے کا دخل کیا
رہا؟

اس لئے سرکار اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ سیر ووقوف دونوں برابر کہ جس
طرح کشتیٔ جاری میں استقرار نہیں،اسی طرح کشتیٔ واقف میں بھی استقرار نہیں۔ایسے
وقت میں بندہ معذور ہے۔لھذا چلتی کشتی میں نماز جائز اور چلتی ٹرین میں جائز نہیں کہ
ٹرین اگر روکی جائے تو استقرار علی الارض پایا جائے گا۔لھذا ٹھہری ہوئی ٹرین میں اندر
ہو یا باہر دونوں جگہ استقرار پایا گیا۔دونوں جگہ نماز جائز۔اور اگر ٹرین نہیں روکی گئی تو
استقرار ہے ہی نہیں۔ جو نماز کے لئے شرط صحت ہے۔اور اس سے مانع چلتی ٹرین
ہے۔ پھر ٹرین خود نہیں چلتی بندہ چلاتا ہے،تو شرط صحت کا مانع ''بندہ'' ہوا۔یہ عذر سماوی
نہیں۔لھذا ٹرین کے رکنے پر شرط صحت کا وجود ہے،اور اس کے چلنے پر شرط صحت مفقود
ہے۔اس کا قیاس کشتی پر نہیں ہوگا۔کشتی چلے یا رکے دونوں برابر۔

محقق مسائل جدیدہ سے عرض ہے کہ ٹرین کو زمین پر ہی چلنے دیں،
سمندر میں نہ لے جائیں۔آپ تو ٹرین کو کشتی پر قیاس کرنے چلے ہیں،پہلے کشتی کو کشتی پر
قیاس کرلیں آپ کو بھی پورا اتفاق ہے کہ چلتی کشتی پر تو نماز جائز ہے لیکن ساحل سمندر میں
کھڑی کشتی میں جائز نہیں۔جب چلنے والی پر جائز ہے تو کھڑی پر بدرجہ اولیٰ جائز ہونا
چاہئے۔حالانکہ جائز نہیں۔

☆ ہندیہ میں ہے.....................

" ولو كانت السفينة مشدودة لا تجرى لا تجوز اجماعاً"

(ج/1ص/74)

اگر کشتی بندھی ہوئی ہے،چل نہیں رہی ہے تو بالاجماع نماز جائز نہیں۔

حالانکہ اس کی حالت چلنے والی سے بہتر ہے کہ مقاطر ایک ہی ہے۔

جب محقق صاحب کشتی پر کشتی کو قیاس نہیں کر سکتے ہیں جو ساحل کے پاس پانی میں ہے، جبکہ ٹرین خشکی پر ہے، ساحل کے پاس نہیں، ہزاروں کلو میٹر دور ہے خشکی کے پاس ہونے کی وجہ سے اس کشتی میں نماز جائز نہیں تو جو خشکی پر ہے اس میں تو بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگی۔ اس کے باوجود اس ٹرین کو سمندر کی طرف کھینچنے کی حاجت کیوں پیش آئی؟

☆ جبکہ اس سلسلہ میں فقیہ الھند ارشاد فرماتے ہیں............

"کشتی بیچ دریا میں ہے کہ اگر روکی جائے تو بھی اترنے کے بعد زمین نہ ملے گی، پانی ہی پانی ہے، اور پانی ڈوباؤ ہے اور یہ تیرنا نہیں جانتا تو کشتی پر نماز پڑھے"

(نزھۃ القاری ج/2 ص/371)

☆ اس لئے کہ یہاں بھی مانع پانی ہے اور بندہ بھی خشکی تک جانے پر قادر نہیں، لھذا اعادہ کی ضرورت نہیں۔ یہی حکم تو سرکار اعلیٰ حضرت نے بھی دیا تھا کہ کشتی میں اس لئے نماز جائز ہے کہ سیر و وقوف دونوں صورت میں شرط صحت مفقود ہے۔ لھذا دونوں برابر ہوئے۔

یہی وجہ ہے کہ دریا میں چلتی ہوئی کشتی میں نماز جائز جبکہ کنارے میں رکی ہوئی میں جائز نہیں۔ (جبکہ محقق صاحب کے نزدیک معاملہ بالعکس ہونا چاہئے تھا)۔ اس جواز یا عدم جواز میں نہ انگریز کا کوئی دخل رہا اور نہ اس کے کھانے کا۔

## ماخوذ(٤)

"ریل روک لی جائے تو حالت وقوف میں قرار پایا گیا"

☆ سرکار اعلیٰ حضرت کے الفاظ ہیں..............

"ریل روک لی جائے تو زمین ہی پر ٹھہرے گی مثل تخت ہو جائے گی"

☆ اس پر مفتی صاحب کا مرغوب نظر ''بیان جادو اثر'' یہ ہے کہ.................

''جب جانور یا اس کی اٹھائی ہوئی چلتی گاڑی پر نماز جائز ہوئی
تو ریل گاڑی پر بطریقہ اولیٰ جائز ہوگی'' (ص ر 8)

اس جادوئی دلیل کو تلاش کرنے میں مستدل کو ایڑی چوٹی کا زور لگانا پڑا ہے۔ اس پر تیرہ حوالے موجود ہیں، ان حوالوں کا ماحصل جو انھیں کے الفاظ میں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں....

''اور چلتی گاڑی میں جواز کی تیسری دلیل یہ ہے کہ اگر مسافر کو
اترنے میں جان کا یا بیمار ہونے کا یا بیماری بڑھنے کا یا درندہ یا
دشمن کا خطرہ ہو یا اتنا کمزور ہے کہ بغیر امداد کے اتر نہیں سکتا یا
سوار نہیں ہو سکتا یا سخت بوڑھا یا مریض ہے یا سامان چوری
ہونے کا یا گاڑی چلنے کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں ایسی چلتی
گاڑی پر نماز جائز ہے جو جانور کے کندھے پر ہو یا خود نمازی
ہی جانور پر ہو''۔

(ص ر 8)

بہت شور سنتا تھا پہلو میں دل کا : جو چیرا تو ایک قطرہ خوں نہ نکلا

☆ یہ ساری دلیلیں بیل گاڑی یا جانور کی سواری سے متعلق ہیں، اور وہ بھی اس وقت جب روکنے یا اترنے پر یہ خطرات لاحق ہوں اور ٹرین کو روکنے میں کون سا خطرہ ہے ان میں سے ایک خطرہ بھی یہاں لاحق نہیں۔.............. بار بار پینترا کیوں بدل رہے ہیں.........جواز پر ایک ہی دلیل رکھیے ''انگریز کا کھانا''۔

دراصل مستدل کو اچھی طرح جانکاری ہے کہ فقہاء کرام نے ان دلیلوں کو کس بیان میں نقل فرمایا ہے یعنی ''صلوٰۃ خوف'' میں۔ اور ٹرین کی نماز صلوٰۃ خوف نہیں بلکہ صلوٰۃ امن ہے۔ یہ قیاس مع الفارق ہے۔

☆ پھراس میں جن خطروں کوشمار کیا گیا ہے، رکی ہوئی ٹرین میں نماز پڑھنے پر محقق صاحب کسی ایک کو بھی بیان کریں۔ کیا چلتی ٹرین میں خطرہ نہیں اور رکی ہوئی میں نماز پڑھنے پر خطرہ ہے؟............اگر آپ فرمائیں کہ پلیٹ فارم میں نماز پڑھنے پر خطرات لاحق ہیں، چائے پینے اتریں، دوستوں سے ملنے اتریں تو خطرات سے محفوظ رہیں، لیکن نماز کے لئے اتریں تو خطرہ ہے؟................پھر ٹرین کھڑی ہے تو کس نے اترنے کو کہا؟ اس میں تو نماز جائز ہے۔ ...........آواز دو انصاف کو انصاف کہاں ہے؟

پھر فاضل بریلوی نے کہاں لکھا کہ ٹرین رکتے ہی باہر آجانا فرض ہے بلکہ اس سلسلہ میں اعلیٰ حضرت تو یہ فرماتے ہیں کہ................

"رکی ہوئی ریل مثل تخت ہے"

تو پھر اترنے کی ضرورت کیا؟ کہ یہ خطرات لاحق ہوں، اور تخت پر نماز کو کس نے ناجائز کہا؟

یہ آپ کی جادوئی تحقیق کی بلند پروازیں ہیں کہ آپ نے اس تخت کو تخت طاؤس پر قیاس کرلیا کہ تخت پر نماز جائز ہے تو حالت سفر میں بھی حکم اس سے جدا نہیں۔

☆ حضرت فقیہ الھند کا ارشاد ہے.........................

"ریل گاڑی بس اگر پلیٹ فارم پر یا کہیں کھڑی ہے تو اس میں نماز صحیح ہے اور اگر چل رہی ہے تو اس میں نماز درست نہیں، اسلئے کہ استقرار علی الارض نہیں پایا گیا

(نزھۃ القاری ج/2 ص/374)

دیکھئے فقیہ الھند نے بھی یہی فرمایا......رکی ہوئی گاڑی چونکہ مثل تخت ہے لہٰذا اس میں نماز جائز۔ حضرت نے نہ ساحل سمندر میں کھڑی کشتی کو اس تخت پر قیاس کیا کہ اس میں بھی نماز جائز کہدے، اور نہ ہی اس تخت کو تخت طاؤس پر قیاس کیا کہ چلتی ٹرین میں بھی نماز جائز کہے۔ اور نہ ہی انگریزی کھانے کی تلاش ہوئی بلکہ "عدم

قرار'' پر'' عدم جواز'' کا حکم دیا۔

قارئین کرام کو اچھی طرح معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہاں بھی جائز یا ناجائز کہنے میں انگریزی '' ڈش '' کا کوئی دخل نہیں ہے، پھر بھی کوئی اگر انگریزی کھانے کا خواب دیکھتا رہے تو یہ اس کے بلند خیالات کا سنہرا خواب ہوگا۔

## ماخوذ (۵)

### ''منع من جهة العباد''

یہاں سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ عبارت جو محقق جدید کی ماہرانہ فنکاری سے گھائل نظر آرہی ہے اور حق وصداقت کی دہلیز پر انصاف کی متقاضی ہے وہ یہ ہے.................

> انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لئے روکی جاتی ہے اور نماز کے لئے نہیں تو منع من جهة العباد ہوا اور ایسے منع کی حالت میں حکم وہی ہے کہ نماز پڑھ لے اور بعد زوال مانع اعادہ کرے

☆ محقق جدید صاحب کو یہ عبارت پوری طرح سے دلکش نظر آئی کہ اس میں انگریز کے کھانے وغیرہ کا بھی تذکرہ ہے۔

بیان '' جادو اثر '' سے سحر زدہ کچھ رفقاء اس ادا دلگیر پر فریفتہ بھی ہیں، کیوں نہ ہوں، انداز ہی کچھ ایسا ہے۔ فاضل بریلوی کی اس عبارت میں اگر آپ کو چلتی ٹرین میں نماز کے بارے میں '' عدم جواز'' کی صورت نظر آئے، تو یہ ذہن وفکر کے ساتھ نگاہوں کا بھی دھوکہ ہو سکتا ہے، اس لئے کہ اسی عبارت میں ہمارے محقق جدید صاحب چشم ''شعور وعرفان'' سے جواز کی صورت دیکھ رہے ہیں۔

☆ اس عبارت پر آپ کی نکتہ آفرینی سے لبریز تحقیق یہ ہے.................

"یہ جو حکم دیا گیا کہ نماز پڑھ لے بعد میں اعادہ کرلے، کیوں؟
اس لئے کہ انگریزوں کے کھانے کے لئے ٹرین روکی جاتی
ہےاور نماز کے لئے نہیں"۔ "یہ بنیاد ہے"

(ص ۹)

☆ استغفر اللہ ! انگریز چلے گئے، بنیاد بدل گئی، چلتی ٹرین میں نماز جائز؟ انگریزی کھانے چھوٹ گئے چلتی ٹرین میں نماز جائز؟

یہ ہے وہ محققانہ اعلان جس سے تحقیق نے بھی ندامت سے اپنا سر جھکا لیا ہوگا۔ میں تو اس اعلان کو سن کر انگشت بدنداں رہ گیا کہ ایک عظیم دینی درس گاہ، پھر وہاں کا ایسا ذمہ دار دارالافتاء جس پر اہل سنت کو فخر تھا، وہاں کا محتاط ترین قلم ایسے غیر ذمہ دار ہاتھ میں کیسے پہونچا، جسے اصل اور فرع کی بھی تمیز نہ ہو۔

حالانکہ جہاں تک میں مفتی نظام الدین صاحب کو جانتا ہوں وہ اس قدر مفلوج نہیں ہیں جس طرح اس مسئلہ میں نظر آرہے ہیں۔ ایسا تو نہیں کہ کسی آسیب کے زیر اثر ہوں؟..........

اعلیٰ حضرت کی اس عبارت کو بار بار پڑھیے۔ کیا یہاں انگریزی کھانوں کا تذکرہ "ٹرین میں نماز کے عدم جواز پر دلیل ہے، کیا جواز یا عدم جواز کا دار و مدار اسی کھانے پر ہے؟

اسی فتویٰ میں "دابہ" پر نماز کی صحت یا عدم صحت کا مسئلہ درج ہے، کھانے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے بلکہ "قرار" یا "عدم قرار" پر حکم ہے۔ گاڑی کا مسئلہ بھی مندرج ہے، کھانے کا تذکرہ نہیں ہے ۔ "قرار" یا "عدم قرار" پر حکم شرع ہے۔

کشتی کا مسئلہ بھی اسی میں موجود ہے، اس میں کھانے کا یا انگریز کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ "قرار" یا "عدم قرار" پر حکم شرع جاری کیا گیا ہے۔ آخری مسئلہ ٹرین کا ہے۔ اس میں انگریز کے کھانے کو دیکھ کر محقق صاحب اسی پر ٹوٹ پڑے۔ ابتداء سے ہی

''قرار'' و ''عدم قرار'' کی بنیاد برقرار رہی۔لیکن یہاں کھانے اور انگریز کی وجہ سے'' استقرار علی الارض'' کی مرکزی حیثیت برقرار نہ رہ سکی۔اسی لئے تو محقق صاحب نے فرمایا کہ...............

''یہ بنیاد ہے''

☆ یعنی انگریزوں کے کھانے کے لئے ٹرین روکی جاتی ہے۔اور نماز کے لئے نہیں۔ یہ بنیاد ہے چلتی ٹرین میں نماز کے عدم جواز کی۔

میں تو شعور وعرفان کے اس بارونق ''ہالہ'' سے بھی عرض کروں گا کہ اپنے چاند کی رفتار پر بھی نظر رکھیں، کہیں وہ کمال نفرت سے زمین کے سائے میں آ کر اپنی ضیاء باریاں نہ کھو بیٹھے۔یا پھر سورج کو آنکھ دکھانے کی جرأت پر محاق میں نہ چلا جائے۔ ایک ہی فتویٰ میں ہر جگہ جواز یا عدم جواز کی بنیاد ''استقرار'' رہا،لیکن آخر میں انگریز کا کھانا بنیاد بن گیا؟

محقق صاحب سے عرض ہے کہ یہ مسئلہ اس قدر پیچیدہ نہیں نہ اعلیٰ حضرت کی عبارت سے آپ نا آشنا ہیں۔تو خدارا............ مسئلہ حقہ کی طرف رجوع فرمائیں یا صاف یہ اعلان کریں کہ فاضل بریلوی سے اس مسئلہ میں میرا اختلاف ہے ۔یہ مخلصانہ مشورہ ہے کہ تنہائی میں اپنے اوپر غور فرمائیں کہ فاضل بریلوی اور فتاوائے رضویہ کے خلاف ایک صدی سے زائد عرصہ کی خفیہ سازش میں کہیں آپ کا استعمال تو نہیں ہورہا ہے؟

حالات تو یہی بتا رہے ہیں کہ آپ نے انگریزی کھانے کو جواز یا عدم جواز کی بنیاد قرار دیا۔کیا آپ کا شعور وعرفان یہی کہتا ہے اگر یہ صحیح ہے تو ہمیں آپ کے شعور وعرفان پر بڑا افسوس ہے کہ ہمارے حسن اعتقاد کو مایوسی ہوگی۔

کلی اور جزئی کا فرق تو کم از کم معلوم ہی ہوگا۔انسان کلی ہے۔زید،بکر ،عمر اس کے جزئیات میں سے ہیں۔اسی طرح ''منع من جهة العباد'' ایک قاعدۂ کلیہ ہے اور ٹرین کا چلانا،ٹرین میں نماز پڑھنے والوں کے لئے اس کا ایک مصداق ہے

۔یعنی ٹرین کو روکنے اور چلانے کی وجوہات مختلف ہیں۔نقل وحمل کے لئے ٹرین روکی اور چلائی جاتی ہے۔کراسنگ کے لئے روکی اور چلائی جاتی ہے۔کھانے کے لئے روکی اور چلائی جاتی ہے۔اسٹیشن کے باہر سگنل کے لئے روکی وچلائی جاتی ہے۔چیکنگ کے لئے روکی اور چلائی جاتی ہے۔ٹرین میں نمازی کے لئے''استقرار'' کے واسطے اس کا چلنا مانع استقرار ہے۔

اور یہ سب ''**منع من جهة العباد**'' پر دال ہیں،اس میں کھانے کا یا انگریز کا تذکرہ اس گھناؤنے''نظام'' کی نشان دہی کرتا ہے کہ دیکھو یہ کس قدر''نظام'' بد ہے۔نہ اسے شریعت کا خیال اور نہ ہی نماز جیسی اہم عبادت کا لحاظ۔جبکہ انگریز جیسی قوم کے کھانے کی بہت فکر،اور اس کے لئے ٹرین روکی جاتی ہے۔جبکہ اس کا چلانے والا، روکنے والا،اور اس کے دل سوز''نظام'' کو مرتب کرنے والا ہر ایک تو انسان ہے۔لھذا یہ مانع استقرار بندے کی طرف سے ہوا۔اور جو ''**منع من جهة العباد**'' ہے وہ عذر شرعی نہیں۔

یہ قاعدہ کلیہ صرف فاضل بریلوی کا ہی نہیں بلکہ اس پر امت مسلمہ کا اجماع رہا ہے،اور ہمارے ذمہ دار ادارہ''الجامعۃ الاشرفیہ'' نے بھی ہمیشہ اسی کی تائید کی ہے۔جیسا کہ فقیہ الھند فرماتے ہیں.................

> ''قاعدہ کلیہ ذہن نشیں کرلیں...نماز کے شرائط وارکان کی ادائیگی سے مانع اگر کوئی سماوی سبب ہو تو جس حال میں بھی ہو نماز پڑھ لے اعادہ نہیں جیسے وہ بیمار جسے پانی نقصان کرتا ہو تو تیمم کرکے نماز پڑھے گا نماز ہو جائیگی صحت کے بعد اعادہ نہیں اور اگر یہ مانع بندوں کی طرف سے ہے تو بدرجہ مجبوری جتنی قدرت ہے اس کے مطابق نماز پڑھے اور عذر دور ہونے کے بعد اس کا اعادہ واجب ہے''۔

(نزھۃ القاری ج/2ص/374)

دیکھئے فقیہ الھند نے اسے قاعدہ کلیہ فرمایا "منع من جھۃ العباد" کے لئے نہ انگریز کا تذکرہ آیا اور نہ ہی اس کے کھانے کا۔ تو پھر مفتی صاحب انگریز یا اس کے کھانے کے فراق میں کیوں ہیں استقرار یا عدم استقرار سے انحراف کی وجہ ذہن وفکر سے بالاتر ہے۔

"منع من جھۃ العباد" کی تفہیم میں مزید ایک دو حوالے مفید رہینگے۔ شرائط نماز میں سے وضوء بھی ہے، اس کا مانع کوئی دشمن ہے حوض تک پہونچنے نہیں دیتا ہے، حکم ہے تیمّم کرے، نماز پڑھ لے بعد میں اعادہ کرے۔

**"تجب الاعادۃ علی الخائف من العدو**
**بالوضوء لان العذر من قبل العباد"**

(فتح القدیر ج/ا ص/811)

دشمن کے خوف سے (تیمّم کر کے نماز ادا کرنے والے) پر وضوء کر کے نماز کا دہرانا واجب ہے اس لئے کہ عذر بندے کی طرف سے ہے۔ اس سے بڑی مجبوری اور کون سی ہوگی، ایک مسلمان قید میں ہے، دشمن کے علاقہ میں ہے، دارالحرب میں ہے، نماز اور وضو سے روکا گیا ہے، اسکے بارے میں ہندیہ میں ہے.....

**" والمحبوس فی السجن یصلی بالتیمم ویعید**
**بالوضوء لان العجز انما تتحقق بصنع العباد وصنع**
**العباد لایؤثر فی اسقاط حق اللّٰہ تعالیٰ"**

(ج/ا ص/۱۵)

قیدی جو جیل میں ہے تیمّم سے نماز پڑھے اور باوضو لوٹائے اس لئے کہ عجز تو بندے کے فعل سے ہے اور بندے کے افعال اللہ تعالیٰ کے حق کو ساقط نہیں کر سکتے ہیں۔

☆ دوسری عبارت ہے............

**" الاسیر فی دار الحرب اذا منعه الکافر عن الوضوء والصلوة یتیمم ویصلی بالایماء ثم یعید"**

قیدی دارالحرب میں ہے جب کافر نے اسے وضواور نماز سے روک دیا ہے وہ تیمّم کرے اور اشارہ سے نماز پڑھے پھر (باوضو اداءارکان کے ساتھ ) دہرائے۔

☆ ان تینوں صورتوں میں منع بندے کی طرف سے ہے لہٰذا تینوں جگہ بعد زوال منع لوٹانے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ ہے **"منع من جهة العباد"** شرعاً یہ عذر نہیں۔

دوسرا **" منع من جهة الله "** ہے

☆ جیسا کہ ایک بیمار جو پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو۔ مرض بڑھنے کا خطرہ ہو، تیمّم سے نماز پڑھ لے اعادہ کی ضرورت نہیں کہ مرض سماوی ہے۔

اسی طرح کوئی سواری اگر ایسی ہو جو صرف حکم خدا کے تابع ہو، بندے کا اس کی حرکت وسکون میں کوئی دخل نہ ہو بلا اشکال اس میں نماز جائز جیسا کہ کوئی چاند پر چلا جائے کہ اس کی حرکت میں انسان کا کوئی دخل نہیں ہے۔ جبکہ باقی فضائی سواری میں وہ تیز تر ہے، اسلئے کہ اس کی بلندی 400000 کلومیٹر ہے، اس کو 44 پر ضرب سے 17600000 پھر اس کو سات پر تقسیم سے حاصل تقسیم 2514286 کلومیٹر مدار قمر ہوا۔ تین سو ساٹھ پر تقسیم سے 6984 کلومیٹر ہر ایک درجہ کی مسافت ہوئی، اس کا ساڑھے تیرہ گنا 94285 ایک دن میں سبق قمر ہوا، اس کو مدار قمر سے ساقط کریں تو 2420001 کلومیٹر کی مسافت باقی رہی پھر اس کو چوبیس پر تقسیم سے ایک گھنٹہ کی مسافت 100833 کلومیٹر آئی۔

یعنی چاند ایک لاکھ آٹھ سو تینتیس کلومیٹر کی رفتار سے جانب مغرب رواں دواں ہے۔ اگر کوئی مسلمان سطح قمر پر قدم رکھتا ہے تو وہاں وہ نماز بھی پڑھ سکتا ہے گرچہ

زمین پر قرار نہیں کیونکہ یہ "منع من جهة الله" ہے "منع من جهة العباد" نہیں۔

اب اگر فاضل محقق کو اشتباہ ہوا تو ان سواریوں پر جن کی حرکت وسکون میں بندے کا دخل ہے یہ سواریاں اگر متحرک ہیں تو یہی اشتباہ "بیان جادو اثر" میں یہ ہے۔

"چلتی ریل گاڑی چلتی کشتی کے مشابہ ہے کہ دونوں کسی جانور کے کھینچنے سے نہیں بلکہ ہوا وبھاپ کے ذریعہ سے چلتی ہیں"

(ص/8)

☆ چاہے بھانپ سے چلے یا جانور سے "جواز یا عدم جواز" سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اس حکم کا دارومدار تو یہاں "اتصال اور قرار" ہے۔

کرۂ زمین مرکز عالم ہے۔ انسانی سجدہ گاہ ہونے کا شرف بھی اسی کو حاصل ہے، اس مرکزی کرہ پر کرۂ ماء ہے، پھر کرۂ ہوا۔ زمین، پانی، ہوا تینوں کروی ہیں۔ سواریاں بھی تین ہیں۔ ٹرین، کشتی، طیارہ۔ پہلی زمین کی سواری، دوسری پانی کی سواری، تیسری ہوائی سواری۔ ان تینوں کا اتصال زمین سے ہے۔ ٹرین کا بالذات، کشتی کا بواسطۂ ماء اور طیارہ کا بواسطۂ ہوا وماء (اگر خشکی کے اوپر نہ ہو)۔

حالت سفر میں اگرچہ تینوں کا اتصال زمین سے منقطع نہ ہوا لیکن قرار کسی کو نہیں جو صحت نماز کے لئے شرط ہے۔

فاضل بریلوی نے "استقرار بالكليه ولو بالوسائط" سے اسی کی تعبیر فرمائی ہے، جو اسی فتویٰ کی پہلی سطر میں ہے۔ اسی کی وجہ سے حکم بدلے گا نہ کہ جانور یا بھاپ سے۔ یہ تینوں سواریاں اپنی مسافت پر جاری ہیں بالفرض اپنی اپنی جگہ پر تینوں کو روک لیا جائے اور بندے کے دخل سے بے دخل کر دیا جائے، خاص کر اس آن میں جو وجوب صلوٰۃ کا سبب ہو۔ تو ٹرین میں نماز جائز۔ کہ اتصال بھی ہے قرار بھی ہے، لیکن

کشتی وطیارہ میں پھر بھی وہ شرط مفقود۔ کہ ان دونوں کا اتصال تو ہے قرار نہیں ہے کہ پانی اور ہوا خود غیر مستقر ہیں۔ تو ان دونوں میں حالت وقوف اور سیر سے کچھ فرق نہ پڑا۔ اور اس کی وجہ ہوا اور پانی ہے۔

جن پر بندے کو قدرت نہیں تو قرار کا مانع یہاں " **من جهة العباد** " نہ ہوا۔ لھذا حالت سفر میں بھی اس میں نماز جائز، یہ بات ٹرین میں نہیں ہے کہ یہاں اتصال بھی ہے قرار بھی ہے۔ اب اگر ان میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو وہ صرف بندے کی طرف سے ہے نہ کہ سماوی۔

فضا میں طیارہ کو روکنا کوئی محال نہیں رہ گیا ہے، آج کل فضائی اسٹیشن بنے ہیں۔ ہیلی کاپٹر کی مثال سامنے ہے۔ کل طیارہ میں بھی کوئی ٹیکنیک آسکتی ہے پھر بھی اس سے معارضہ نہیں ہے کہ وہ آن جو سبب ہے غیر منقسم ہے اور اس مسئلہ میں کلیدی کردار کا حامل بھی وہی ہے۔ لھذا دونوں مسئلے الگ الگ ہیں، طیارہ اور کشتی کا اتصال بالوسائط ہے۔ ٹرین کا بالذات اور اتصال وقرار شرط صحت۔ ایک کا دوسرے پر قیاس صحیح نہیں............ **فافترقا**۔

اس میں بھی سمجھنے میں دشواری ہو تو پیراسوٹ کو ذہن میں رکھ سکتے ہیں۔

لھذا محقق صاحب سے عرض ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تحریر کو " معاف " کریں، اسے آپ کی جگر سوز دلدوز جادوئی آراستگی کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ اس پورے مسئلہ میں میں نے جامعہ اشرفیہ کو اولیت دی اور ہر ایک گوشہ کو اس کی سابقہ عینک سے دیکھنے کی کوشش کی ہے ورنہ اس مسئلہ پر علماء اہل سنت کی ایک لمبی فہرست ہے کہ یہ ساڑھے نو دہائی کا ایک متفق علیہ مسئلہ ہے سوائے تحریر نادر کے۔ حضرت فقیہ الھند کے وصال کا ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تیرہ سال پہلے آپ کا وصال ہوا۔ محقق صاحب کے مطابق ۲۰۔۲۵ رسال پہلے ٹرین کا " نظام " بدلا ہے۔ گیارہ بارہ سال تک حضرت فقیہ الھند جلوہ فرما رہے۔ ٹرین کے مسئلے سے انھوں نے رجوع نہیں کیا بلکہ حکم سابق کو ہی

برقرار رکھا اس لئے کہ انھوں نے ''کھانے'' کو علت کبھی نہیں مانا اور یہی برحق ہے۔ ان کے فتاوے سے عالم اسلام میں'' اشرفیہ'' کا ایک قابل رشک وقار بنا ہوا تھا، آج ''جدید تحقیق'' چکی میں جسے روند ڈالا گیا۔

حضور حافظ ملت اور فقیہ الھند علیھما الرحمۃ والرضوان اپنے اپنے روضے میں کس قدر بے چین ہو رہے ہونگے۔ اپنے فتویٰ کے خلاف اس محاذ آرائی کو دیکھ کر حضور فقیہ الھند کے روضے سے آوازیں آرہی ہونگی.............

جن پتھروں کو میں نے عطا کی تھیں دھڑکنیں
جب انھیں گویائی ملی تو مجھ ہی پر برس پڑے

# مفہوم مخالف

اس فتوےٰ سے میں یہاں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی کوئی عبارت پیش نہیں کرسکتا کہ اس میں مفہوم مخالف کی بنیاد پر کوئی حکم نہیں بلکہ اثبات ونفی کا پہلو اس میں نمایاں ہے اور نہ ہی اس پر قلمزنی کی ضرورت تھی کہ مفہوم مخالف میں محقق صاحب قبلہ نے انگریز اور اس کے کھانے پر پورا تحقیقی جوہر دکھایا ہے، چونکہ محقق صاحب کے تحقیقی ریسرچ سینٹر میں ان کے تجربات کی شکار فاضل بریلوی کی ایک عبارت ہے پہلے انھیں کے حوالے سے اس کا مشاہدہ فرمائیں ! لیکن اس کی زیارت سے پیشتر ''دلّی میڈ عرفان وشعور'' کا چشمہ ضرور لگالیں ورنہ کف افسوس ملتے رہ جائینگے۔

☆ ارشاد ہے.....................

''انگریزوں کے کھانے کے لئے ٹرین روکی جاتی ہے، نماز کے لئے نہیں۔ تو منع من جھۃ العباد ہوا۔ (ص۹)

سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی عبارت کو نقل کرنے میں بھی یہاں کمال مہارت دکھایا گیا ہے۔

قارئین کرام نے اصل عبارت میں دیکھ لیا ہوگا کہ اصل عبارت یہ ہے ............''انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لئے ٹرین روکی جاتی ہے''

☆ یہاں ''وغیرہ'' کا لفظ کلا بازی کا شکار ہے۔ اس عبارت میں مفہوم مخالف کے استخراج میں محقق صاحب کا وہ فلسفیانہ انداز ہے جسے دیکھ کر ارسطو اور بطلیموس بھی اپنی اپنی قبروں میں جھوم رہے ہونگے۔ اس جادو بیان محقق کی تحقیقی اسکرین پر نظر ڈالنے سے پہلے اس بات پر غور فرمائیں کہ جب ان کے عرفان وشعور کے مطابق چلتی ٹرین میں ''جواز نماز'' پر اگر ان کے پاس کافی دلیلیں تھیں تو پھر مفہوم مخالف کا سہارا کیوں لینا پڑا؟ اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ اگر علماء کرام نے اس کو بطور دلیل تسلیم کرلیا تو ''فتاوائے رضویہ''

کوایک غیر معتبر کتابوں کی صف میں لانے کے لئے مخالفین کے پاس ایک خوفناک ہتھیار ہوگا۔مثلاً اسی فتوئی میں دیکھئے۔

☆ سرکار اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا..........

''لھذا گاڑی پر جس کا جوا بیلوں پر رکھا ہے،اور گاڑی ٹھہری ہوئی ہے، جائز نہیں''

☆ مفہوم مخالف کے ہنر سے محقق صاحب یہ فرمائینگے کہ............

## آئینہ(۱)

دیکھئے اعلیٰ حضرت نے ''بیلوں'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے ،لھذا ''بیلوں'' کی وجہ سے اس میں نماز ''ناجائز'' ہوئی، اگر گھوڑے یا بھینس ہوں تو نماز جائز ہے۔جبکہ فقہاء کرام نے اسے بھی ناجائز کہا۔

## آئینہ(۲)

فاضل بریلوی نے ''بیلوں'' کا لفظ استعمال فرمایا۔اگر زیادہ بیل نہ ہوں بلکہ ایک ہی ہو تو اس گاڑی پر نماز ''جائز'' ہے، کہ ''بیلوں'' نہیں ہے۔یہ بھی فقہاء کے خلاف ہوا۔

## آئینہ(۳)

جوا ''بیلوں'' پر نہ ہو بلکہ پیٹ سے باندھ دیا گیا ہو جیسا کہ گھوڑے یا بھینس کے ساتھ شہروں میں گاڑیاں نظر آرہی ہیں،تو اس میں نماز جائز ہے کہ بیلوں پر نہیں ہے بلکہ بیل سے باندھا گیا ہے۔ یہ بھی فقہاء کرام کے خلاف ہے۔

## آئینہ(۴)

جس کا جوا ''بیلوں'' پر ہی ہو لیکن گاڑی چل رہی ہے تو اس میں نماز جائز ہے کہ ☆ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ..............

''جوا بیلوں پر ہو اور گاڑی ٹھہری ہوئی ہو''

جبکہ یہ چل رہی ہے.......................یہ بھی فقہاء کرام کے خلاف ہے۔

## آئینہ(۵)

گاڑی کا جوا بیلوں پر نہیں بلکہ ہاتھی نے سونڈ سے پکڑ لیا ہے اور کھینچ رہا ہے تو اس میں نماز "جائز" ہے، اس لئے کہ بیلوں پر نہیں ہے۔ یہ بھی فقہاء کرام کے خلاف ہے۔

محقق صاحب کے تحقیقی نشتر سے مجروح اسی فتویٰ کا ایک مسئلہ پانچ طرح سے امت مسلمہ کے خلاف ہوا۔ یہ ان کی جادوئی بازی گری کا ایک حصہ ہے۔

یہی نہیں مخالفین "فتاوائے رضویہ" کے سیکڑوں مسائل پر شبہات قائم کر سکتے ہیں، لیکن یہ حملہ صرف "فتاوائے رضویہ" پر نہیں ہوگا، مذہب حنفی میں بھی یہ زبردست زلزلہ برپا کر دیگا اور یہ اسی مفہوم مخالف کی کارستانی کا خوفناک نتیجہ ہوگا۔ مثلاً سراج امم کاشف غمم حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا...........

"المشرق قبلة اهل المغرب"

یعنی مغربی کا قبلہ مشرق ہے

☆ اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ "مغربی اگر مشرق سے خارج ہو تو نماز فاسد" کہ نمازی قبلہ سے خارج ہے۔ لھذا جادو بیاں محقق صاحب سے عرض ہے کہ یہاں فرمان عالی شان میں مشرق سے کیا مراد ہے؟

(۱) نقطہ مشرق (۲) جہت مشرق (۳) یا پھر مشرقین کے مابین

☆ آپ کے مفہوم مخالف نے یہاں قہر برپا کر رکھا ہے۔

(۱) اگر نقطہ مشرق کو قبلہ قرار دیا جائے اور ایسا قبلہ جسے بال برابر دائیں بائیں انحراف منظور نہ ہو، تو ساری مغربی نمازیں فاسد ہونگی۔ سوائے چند ایسے مواضع کی جن نمازیوں کو ایسے الہامی قبلہ کی صحیح جانکاری ہو۔ آپ اپنی ہی نماز بچا لیجئے کہ آپ کا استقبال بعینہ نقطہ مغرب ہے؟ ثوانی یا ثوالث میں بھی اختلاف نہیں ہے؟

اور یہ ہرگزنہیں کرسکتے ہیں کہ جس علم سے آپ اس کوثابت کریں گے وہ خوداس سلسلہ میں اپنی بے بسی کا اظہار کررہا ہے کہ یہ علم ظلال وجیوب کی مقدار پر منحصر ہے،اوراس کی مقداریں خوداطمنان بخش نہیں سوائے"تیس"اور"نوے" کی جیب،اور" پینتالیس" کے ظل کے۔لھٰذا مفہوم مخالف سے استدلال بند کریں !

## (۲)جہت مشرق

یعنی مغربی نمازی اگر جہت مشرق سے خارج ہوتو اس کی نماز فاسد۔تو آپ اس نمازی کے بارے میں کیا فرمائینگے جس کا قبلہ حقیقی "نقطہ مشرق" سے قریب قریب پینتالیس درجہ جنوب کومنحرف ہو،تو دائیں طرف "دقائق" کے انحراف سے اس کی نماز فاسد ہوگی۔جبکہ بائیں طرف قبلہ حقیقی سے ساڑھے"نواسی" درجہ کے انحراف سے بھی نماز صحیح ہے کہ پہلی صورت میں جہت مشرق سے باہر گیا جبکہ دوسری صورت میں جہت مشرق سے باہرنہیں،اور یہ جگہ یقینی اعتبار سے مغربی ہے۔

تو کیا یہی امام اعظم کا مذہب ہے؟ **استغفر اللہ العظیم**

☆ یہ کوئی فرضی جگہ نہیں ہے بلکہ ایسی بہت ساری جگہیں موجود ہیں "عمل تعکیس" آپ کو ہر جگہ کا محل وقوع بتا دیگا...............مثلاً حرم مقدس سے پندرہ درجہ کے فصل طول کی ایک جگہ ملاحظہ فرمائیں ،اپنے عرض عمود سے اس کا فرق دس درجے کا ہے تو مرفوع اور جیب دس درجہ کا حاصل ضرب عین جیب دس درجہ 1736. ہوا۔پھراس کو ظل پندرہ درجہ فصل طول پر تقسیم سے "جم" عرض موقع عمود ہوگا یعنی 1736. ÷2679.=648. جدول جیب میں اس کی مقدار چالیس درجہ چوبیس دقیقہ ہے، پھر دس درجہ سے دو دقیقہ کم کریں تا کہ جگہ مغرب میں ہی رہے۔

لھٰذا $40^0 24 - 09^0 58 = 30^0 26$ اسکا تمام $59^0 34$ یعنی ان میں سے ایک جگہ عرض شمالی 59 درجہ 34 دقیقہ میں ہے اور طول حرم مقدس $39^0 54$

لھذا $24^{0}39=15^{0}00-39^{0}54$ طول مشرقی ہوا۔ یعنی وہ جگہ 59 درجہ 34 دقیقہ عرض شمالی اور 24 درجہ 39 دقیقہ طول مشرقی میں واقع ہے۔

یہ ہے آپ کے مفہوم مخالف کی شرعی مخالفت کہ شریعت میں قبلہ حقیقی سے جو انحراف یمین میں روا ہے وہی شمال میں بھی معتبر ہے، تو پھر ایک اور نو اسی کا فرق کہاں سے آیا؟

## (۳) مشرقین کے مابین

اگر لفظ مشرق سے ''مشرقین کے مابین'' مراد ہے تو مفہوم مخالف سے استقبال قبلہ سے نماز فاسد بھی ہوگی، جبکہ ''استدبار قبلہ'' میں نماز صحیح بھی نظر آئیگی جیسا کہ 66؍درجہ عرض بلد شمالی کی وہ جگہ جس کا قبلہ حقیقی مشرق ''جدی'' ہو، دو درجہ کے انحراف یمین سے وہاں کا نمازی ''مشرقین کے مابین'' سے خارج ہو جائے گا۔ اور چونکہ ''مشرقین'' سے خارج فساد نماز کو لازم۔ لھذا اس کی نماز فاسد ہوگی جبکہ قبلہ سامنے ہے۔

اور 178 درجہ کے انحراف شمالی سے نماز فاسد نہ ہوگی کہ نمازی مشرقین سے خارج نہیں اور جب خارج نہیں تو مفہوم مخالف سے فساد نماز کا حکم نہیں جبکہ قبلہ پس پشت ہے،

☆ کیا فقہ حنفی یہی ہے؟

یہ ہرگز نہیں! بلکہ حضور امام اعظم کا فرمان عالیشان اس مفہوم مخالف کے معارضہ سے بالکل پاک وصاف ہے کہ یہاں حکم موضوع پر ہے نہ کہ غیر موضوع پر سلب محمول کا حکم، اور نہ ہی غیر موضوع سے حکم کا سلب ہے۔ اس کے باوجود آپ کے مفہوم مخالف نے استقبال قبلہ میں فساد نماز اور استدبار قبلہ میں صحت نماز کی حیرت انگیز وہ عکسی تصویر دکھائی جسے آپ جیسے دانشور ہی قبول کر سکتے ہیں۔ یہ ہے آپ کے مفہوم مخالف کا ایک عبرتناک انجام۔

اب آیئے اسی مفہوم مخالف کے بارے میں ہمارے اسلاف کا کیا خیال تھا، حضرت محقق صاحب سے بھی یہ مخفی نہیں ہوگا۔

☆ دیکھو کتاب المنار میں ہے.......

**التنصیص علی الشئی باسمہٖ العلم یدل علی الخصوص عند البعض**

کسی شئی پر اس کے اسم ذاتی سے تنصیص خصوص پر دلالت کرتی ہے۔ بعض کے نزدیک اس پر اپنا موقف بیان کرتے ہوئے صاحب کتاب فرماتے ہیں.....

**وعندنا لا یدل علیه**

☆ ہمارے نزدیک مفہوم مخالف پر دلالت نہیں کرتی ہے اسی پر صاحب نور الانوار فرماتے ہیں....

**" ای علی النفی عما عداه والایلزم الکفر والکذب فی قوله " محمد رسول الله " لانه یلزم ان لا یکون غیر محمد رسولاً "**

☆ یعنی وہ تنصیص باقی سے حکم کی نفی پر دلالت نہیں کرتی ہے ورنہ قائل کے قول " **محمد رسول الله** " میں "کفر" اور "کذب" بھی لازم آئے گا اسلئے کہ اس سے یہ لازم آیگا کہ محمد ﷺ کے علاوہ کوئی رسول نہیں۔

☆ نور الانوار کی اس عبارت پر "قمر الاقمار" میں ہے................

**" لان اسم العلم لما صار محکوما علیه صار رکناً من الکلام وذکره من الضروریات فلیس ذکره لنفی الحکم عما عداه "**

☆ اس لئے کہ اسم ذاتی جب محکوم علیہ ہے، رکن کلام بن گیا، اسکا ذکر ضروریات میں

سے ہے تو باقی سے نفی حکم کے لئے اس کا ذکر نہیں ہے۔

تو کیا یہ عبارتیں محقق صاحب کی نظر میں نہیں ہیں؟ ضرور ہیں کہ ان کے بیان ''جادو اثر'' میں لفظ منطوق اور مفہوم کو جہاں سے انھوں نے اخذ کیا، وہیں یہ عبارتیں بھی مل سکتی ہیں۔ پھر بھی ان سے صرف نظر ان کی کوئی مجبوری بھی ہو سکتی ہے۔ صاحب نور الانوار نے کتنی بڑی تنبیہ فرمائی کہ مفہوم مخالف کو اگر لوگ بطور دلیل مان لیں تو کوئی نادان "محمّد رّسول اللّٰہ" سے ہی باقی رسولان عظام کی رسالت سے انکار نہ کر جائے (والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ)

کہ موضوع ہے تو محمول ہے۔ جو موضوع نہیں اس پر اسکا حمل بھی نہیں ۔۔۔ **لا حول ولا قوّۃ الاّ باللّٰہ العلیّ العظیم**

اس کے باوجود حضرت محقق صاحب مفہوم مخالف کے درپے ہوئے اور سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت کی عبارت پر سارے بخارات اتار دیئے۔ وہ عبارت یہ ہے۔۔۔۔

''انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لئے ٹرین روکی جاتی
ہے نماز کے لئے نہیں تو منع من جھۃ العباد ہوا''

☆ اس نفیس عبارت پر نازیبا الزامات عائد کرنے کے لئے محقق صاحب کی بے جا طبع آزمائی کا ایک کردار یہ ہے۔ یہاں پر کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔۔۔۔۔۔

(۱) انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لئے ٹرین نہ روکی جاتی جیسا کہ نماز کے لئے نہیں روکی جاتی۔

(۲) اگر دونوں کے لئے ٹرین روکی جاتی تو کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

(۳) انگریز کے کھانے وغیرہ کے لئے ٹرین نہ روکی جائے جیسا کہ نماز کے لئے نہیں روکی جاتی ہے۔

☆ یہ تینوں صورتیں چونکہ مفہوم مخالف کی ہیں۔ لہٰذا حکم مخالف ان پر ہوگا۔ محقق صاحب

پہلی صورت اور تیسری صورت پر حکم لگایا ہے جب کہ دوسری صورت میں فرمایا کہ اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اگر مفہوم مخالف ہے تو حکم مخالف سے گریز کیوں؟ چلتی ٹرین کے بارے میں حکم اعلیٰ حضرت ہے کہ.....

"پڑھ لے اور بعد زوال مانع اعادہ کرے"

☆ ہر اس منع کے بارے میں حکم یہی ہے جو" **منع من جهة العباد**" ہو۔ عرض ہے کہ فاضل بریلوی نے یہاں انگریز کے کھانے وغیرہ پر یہ حکم نہیں لگایا ہے بلکہ اس سے" **منع من جهة العباد**" کے اسباب کو دکھایا ہے۔ اور اس کا حکم وہی ہے جو فاضل بریلوی نے لگایا۔ اب اس جدید تحقیق پر "شعور وعرفان" خود حیران و پریشان ہے۔

## (پہلا مفہوم مخالف)

انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لئے ٹرین نہ روکی جائے جیسا کہ نماز کے لئے نہیں روکی جاتی ہے۔ تو نماز دہرانے کی ضرورت نہیں۔

انگریزوں کے کھانے وغیرہ میں وہ سارے اسباب داخل ہیں جسکی وجہ سے ٹرین روکی جاتی ہے۔ نماز بھی اسی میں داخل ہے "وہ عام خص عنہ البعض" کی صورت ہے۔ جب مخصوص عنہ کی نفی ہوگی اور خاص کی نفی پہلے سے ہے تو استغراق کا فائدہ دیگا۔ یعنی ٹرین کسی وجہ سے نہ روکی جائے تو پھر ٹرین میں حرکت دائمی ہوگی تو یقیناً نماز دہرانے کی ضرورت نہیں کہ یہ کوئی بندہ کر ہی نہیں سکتا ہے۔ اب ٹرین کی حرکت فلک کی حرکت کی طرح ہو جائے گی صبح قیامت سے پہلے رکے گی ہی نہیں جو عادۃً ٹرین کے لئے محال ہے۔ اور جب ٹرین رکے گی ہی نہیں تو زوال مانع کا تصور ہی نہیں۔ ابھی عالم وجود میں اس کرہ پر ایسی کوئی سواری آئی ہے اور نہ ہی سوار تو دہرانے کا حکم کب اور کس کو، اور کس لئے دیا جائے؟..............

☆ افسوس ہمارے محقق صاحب اپنا جملہ بھی نہ سمجھ سکے۔

## (دوسرا مفہوم)

علماء ''عرفان وشعور'' کے قائد اعظم اور محقق مسائل جدیدہ کے ایک اور مستخرجہ مفہوم مخالف یہ ہے کہ اگر دونوں کے لئے ٹرین روکی جاتی تو کوئی مسئلہ بھی نہیں تھا۔فاضل محترم نے اپنے اس جملہ کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔مجھے معمولی اختلاف صرف ''جزا'' پر ہے کہ بات اعادۂ نماز پر ہے۔ جو فاضل بریلوی نے فرمایا اس کا مفہوم مخالف ''عدم اعادہ'' ہے۔ جب علت میں آپ نے مفہوم مخالف مراد لیا اور اس کو شرط قرار دیا تو معلول بھی بدل جائے گا، یعنی وہ " منع جهة العباد" نہ رہے گا جو اصل بنیاد ہے حکم اعادۂ نماز کی، اور بنیاد بدل گئی تو اعادہ کا حکم نہیں ہوگا۔یعنی اعادہ کی نفی ہوگی اور محقق صاحب فرماتے ہیں کوئی مسئلہ بھی نہیں تھا۔

عرض ہے ضرور تھا اور آپ کی خواہش ومنشا کے مطابق تھا،لیکن اس سے فاضل بریلوی کے حکم پر کوئی اثر نہیں پڑنے والا۔اسی وجہ سے آپ نے ترک کر دیا؟ .........کہ ٹرین روکنے کے جتنے اسباب ہوسکتے ہیں ان میں سے فاضل بریلوی نے دو کا تذکرہ کیا۔ایک انگریز کے کھانے کے لئے۔دوسرا نماز کے لئے۔باقی اسباب وغیرہ کے لفظ میں داخل ہیں۔تو محقق صاحب کا جملہ شرطیہ یہی ہوا کہ اگر انگریز کے کھانے وغیر کھانے یہاں تک کہ نماز کے لئے بھی ٹرین روکی جاتی تو اسکی جزا یہ ہے کہ نماز کے اعادہ کا حکم نہیں ہوگا نہ کہ چلتی ٹرین میں نماز پڑھنا جائز ہوگا؟

ٹرین کی جب یہ حالت ہو تو وہ ٹرین کبھی چلے گی ہی نہیں کہ ''وغیرہ'' میں فاضل بریلوی نے ان سارے اسباب کو جمع فرمادیا ہے جن کی وجہ سے ٹرین چلائی جا سکے،ایسی ٹرین تو ''دائمی تخت'' کے مشابہ ہے اور اس پر نماز کس نے ناجائز کہا۔تو پھر اعادہ کا حکم کیوں دیا جائے، کہ سرکار اعلیٰ حضرت نے چلتی ٹرین پر پڑھی گئی نماز کو دہرانے کا حکم دیا ہے۔اور یہ ٹرین تو دائمی اعتبار سے ساکن ہے،اور یہ بعینہٖ حکم اعلیٰ حضرت ہے

آپ فرماتے ہیں...........

"اگر ریل روک لی جائے تو زمین ہی پر ٹھہرے گی اور مثل تخت ہو جائے گی"

☆ اسی فتویٰ میں یہ صراحت موجود ہے تو یہ صورت منطوق کی ہوئی نہ کہ مفہوم کی اور تخت پر نماز کو کس نے ناجائز کہا؟ کہ دہرانے کا حکم دے۔ لیکن یہ قابل غور ہے کہ فاضل محقق صاحب نے منطوق پر مفہوم کو ترجیح کیوں دی اس کا "شعور و عرفان" کم از کم مجھے نہیں ہے۔ پھر اس کا وہ مفہوم عوام کے سامنے پیش کیا جس سے حمایت کی صورت مخالفت میں بدل جائے یہ تو وہ نہ کر سکے لیکن ان کے چہرے سے نقاب ضرور پلٹ گیا۔

## (تیسرا مفہوم)

انگریز کے کھانے وغیرہ کے لئے ٹرین نہ روکی جائے جیسا کہ نماز کے لئے نہیں روکی جاتی۔ یعنی کھانے کے لئے غیر کھانے کے لئے یہاں تک کہ نماز کے لئے بھی ٹرین نہ روکی جائے۔ یہاں تو وہ ساری صورتیں آ گئیں، ٹرین روکنے کے جتنے اسباب متصور ہیں۔ لھذا اس ٹرین کی حرکت بھی دائمی ہوگی۔ اور دور حاضر کی ٹرینیں دائمی متحرک نہیں لھذا اس کا اس پر قیاس صحیح نہیں۔ اور یقیناً جو "متحرک بالدوام" ہو تو پھر اس میں منع کا زوال ہی نہیں ہوگا، تو پھر اعادہ کا حکم کیوں کر دیا جائے، کہ اس میں منع من جھة العباد نہیں ہے، کہ انسان میں اتنی طاقت نہیں اور نہ ہی ٹرین میں وہ طاقت لھذا یہ فرضی ٹرین ہوگی۔

عرض ہے کہ مفہوم مخالف پر حکم مخالف لگانے کے لئے عقل مخالف ہی کافی نہیں بلکہ عقل سلیم کی بھی ضرورت ہے۔ وہی تین جملے میں بھی نقل کر رہا ہوں جن سے آپ کو بھی اختلاف نہیں ہوگا.....................

دارالافتاء میں مفتی نظام صاحب ہیں، حضرت فقیہ الھند نہیں۔

چلتی ٹرین میں نماز پر جواز کا فتویٰ آیا۔ آپ کا ہی مفہوم مخالف آپ سے کچھ کہہ رہا ہے.................

(ا) مفتی نظام بھی نہ ہوں اور فقیہ الھند بھی نہ ہوں تو چلتی ٹرین میں نماز پر عدم جواز کا فتویٰ آتا۔

(۲) اگر دونوں ہوں تو بھی چلتی ٹرین میں نماز پر عدم جواز کا فتویٰ آتا۔

(۳) مفتی نظام نہ ہوں جیسا کہ فقیہ الھند نہیں ہیں تو بھی چلتی ٹرین میں نماز پر عدم جواز کا فتویٰ آتا۔

اس لئے کہ جب یہ تینوں مفہوم مخالف ہیں تو تینوں پر حکم مخالف ہی ہوگا ۔اب ہمارے محقق صاحب فرمائیں کہ صرف ایک ذات کی وجہ سے چلتی ٹرین پر نماز جائز ہوئی یا نہیں؟ یہ ہے آپ کا مفہوم مخالف جو آپ کے سر پر کھڑا ہے۔

پھر یہ کوئی مفروضہ مفہوم نہیں۔ قارئین کرام کو اچھی طرح سے معلوم ہے کہ حضرت فقیہ الھند کا فتویٰ عدم جواز پر ہی ہے اور اس کی بنیاد انگریز کا کھانا، پینا بھی نہیں بلکہ ''عدم قرار'' ہے۔

میں نے جن تین جملوں کا استعمال کیا ان کی صداقت سے محقق صاحب کو بھی انکار نہیں ہوگا لیکن ان کے بیان ''جادو اثر'' سے اس مفہوم کا انکار بعید از امکان نہیں۔

☆ آخر میں مفتی صاحب کا ایک معافی نامہ ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں.............

> ''اور اب قصور معاف! یہ بھی نہ فرمایا جائے کہ ہوائی جہاز کو اگر روکا جائے تو وہ فضا میں رکے گا نہ کہ زمین پر، کیونکہ فضا میں روکنا بھی بندے کا ہی کام ہے اور زمین پر اتارنا بھی بندے کا ہی کام ہے''

(ص ۱۳)

☆ اعلیٰ حضرت کے اس فتویٰ کا چونکہ ہوائی جہاز پر کوئی قیاس نہیں ہے اور نہ اس فتویٰ میں ہوائی جہاز کا کوئی تذکرہ ہے۔ لھذا اس پر ابھی کچھ لکھنا قبل از وقت ہوگا۔ جب کہ ضمناً معمولی تذکرہ آچکا ہے ممکن ہے کہ ان کی نظر میں وہ عبارت ہو جو ہوائی جہاز کے بارے میں حضرت فقیہ الھند نے ارشاد فرمایا ہے کہ...............

> "ہوائی جہاز اگر اڈے پر کھڑا ہے تو ہوائی جہاز میں نماز صحیح ہے، اور اگر فضا میں پرواز کر رہا ہے تو بھی اس میں نماز درست ہے۔ اس لئے کہ اگر ہوائی جہاز سے باہر آئے گا تو زمین نہیں ہوا میں آئے گا جہاں نماز پڑھنی ممکن نہیں"

(نزھۃ القاری ج ر2 ص ر345)

☆ اس بارے میں عرض ہے کہ ہم تو حضرت فقیہ الھند کی تقلید کر رہے ہیں اور ہماری نظر میں حکم فقیہانہ یہی ہے کہ یہاں " **منع من جهة العباد** " نہیں بلکہ "**منع من جهة الله** " ہے اگر آپ اس کو " **منع من جهة العباد** " سمجھ رہے ہیں تو یہ آپ کی اعلیٰ بصیرت ہے۔ آپ کا اختلاف حضرت فقیہ الھند سے ہے کہ انھوں نے طیارہ میں نماز کو جائز اور چلتی ٹرین میں ناجائز لکھا ہے۔

امید قوی ہے کہ آپ کے اطمنان قلب کے لئے ہندوستان میں حضرت کے ہزاروں شاگرد موجود ہیں اگر وہ حضرات خموش رہتے ہیں اور کوئی جواب نہیں دیتے ہیں تو فقیر اپنی علمی بے مائیگی کے باوجود اس خدمت کو بھی انجام دینے کی سعادت حاصل کرے گا۔

**(انشاء اللّٰہ تعالیٰ)**

## حکم بدل کر یہ اعلان ہے

☆ محقق مسائل جدیدہ نے اپنے محققانہ اعلان میں ارشاد فرمایا ............

"حکم بدل چکا ہے۔ مجلس شرعی نے حکم بدلا نہیں، جو حکم بدل چکا ہے اسکا اظہار کیا ہے" (ص ۹)

یعنی چلتی ٹرین میں جن نمازوں کے بارے میں فاضل بریلوی نے عدم جواز کا فتویٰ دیا تھا وہ حکم بدل چکا ہے کہ اس کی علت انگریز کا کھانا تھا۔ یہ ہے انداز فقیہانہ ؟

علماء ہی نہیں عوام اہل سنت بھی اس فنکاری سے خوب خوب آشنا ہیں۔ جو حکم بدل چکا ہے اس کے لئے کسی عظیم سیمینار کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ اس کے اعلان سے صفائی دینے کی ضرورت ہے۔ بلکہ چلتی ٹرین میں نماز کو جائز قرار دینا فتاوائے رضویہ کے ایسے مسئلے کو یقیناً بدلنا ہوا جس پر علماء اہل سنت کا تقریباً ایک صدی تک اتفاق رہا۔ مجلس شرعی نے اس کو بدلا ہے، اور جو حکم مجلس شرعی نے بدلا ہے اسی کا اس نے اعلان بھی کیا ہے!

تقریباً ایک صدی پرانہ اس مسئلہ میں علماء اہل سنت میں سے کسی نے بھی انگریز کے کھانے کو عدم جواز کی علت قرار نہیں دیا ہے۔ سوائے مجلس شرعی کے۔ جبکہ علماء کرام ومفتیان عظام نے اس عدم قرار کو "منع من جهة العباد" مانتے ہوئے چلتی ٹرین میں پڑھی گئیں نمازوں کو لوٹانے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ اس بارے میں حضرت فقیہ الھند کے حوالہ جات کافی ہیں۔

☆ محقق صاحب اور فرماتے ہیں............................

"جزیات فرعیہ کو عقیدۂ قطعی کا درجہ نہ دیجئے"

اس پر عرض ہے کہ ہم نے فاضل بریلوی کے ان احکام کو عقیدۂ قطعی کی طرح کبھی نہیں مانا ہے جن کا تعلق جزیات فرعیہ سے ہے۔ "شمع مجلس" کے پروانوں سے بھی یہ سوال ہوسکتا ہے کہ انھوں نے اپنے محقق کے اس مسئلہ کو کس درجہ میں رکھا ہے؟

☆ جہاں تک فتاوائے رضویہ کے مسائل جزئیہ ہیں ان میں اگر کسی کی علت بدل گئی ہے یقیناً

اس کا حکم بھی بدل چکا ہے، اس میں نہ سیمینار کی ضرورت پڑے گی اور نہ ہی اس قدر جانفشانی کی۔ جزیات فرعیہ کو عقیدۂ قطعیہ کی طرح ہم نے کبھی نہیں مانا۔

دیکھئے فاضل بریلوی کے ایک بدلے ہوئے حکم کا اعلان میں بھی کر رہا ہوں ۔آپ ارشاد فرماتے ہیں.......................

" ۱۴؍درجے جوزا سے ۱۶؍درجے سرطان تک یہی حال رہے گا
جس کی مقدار ایک مہینہ تین دن بلکہ زائد ہوئی" ۔

(فتاوائے رضویہ ج ۲؍ص ۶۴۸)

یہ مسئلہ بلغاریہ کے بارے میں ہے، جہاں ایک مہینہ تین دن تک وقت عشاء ملتا ہی نہیں۔ یہ صرف فاضل بریلوی کا حکم نہیں۔ اعلیٰ حضرت خود ارشاد فرماتے ہیں۔ فتح القدیر ،بحر الرائق، در مختار اور عامہ کتب معتبرہ۔ الخ (یعنی ان کتابوں میں بھی یہ مسئلہ موجود ہے) پھر بھی ہم اس مسئلہ کو عقیدۂ قطعیہ کی طرح نہیں مانتے ہیں کہ بلغاریہ کے بارے میں ان حضرات نے فرمادیا تو جاری ہی رہیگا۔ ایسا نہیں ہے کہ آج مجھے اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور یہ جرأت اس لئے ہوئی کہ مسئلہ خود بخود بدل گیا ہے ان عظیم فقہاء کی بارگاہوں میں دست بستہ عرض کروں گا کہ آج بلغاریہ والوں کے لئے پورے سال میں ایسا دن کبھی نہیں آتا ہے جس میں انھیں عشاء کا وقت نہیں ملتا ہو۔

لھٰذا صدیوں کا یہ پرانہ حکم بدل چکا ہے، اب بلغاریہ والوں کے لئے یہ حکم نہیں رہیگا۔ اس لئے کہ جدید اٹلس کے مطابق بلغاریہ 43 درجہ عرض شمالی میں واقع ہے جبکہ اس کا طول مشرقی 25 درجہ ہے، اور تمام عرض 47 درجہ۔ جبکہ میل کلی 23 درجہ 27 دقیقہ ہے۔ اس کو 23.5 درجہ مان لیا جائے، تمام عرض سے اس کو منہا کریں حاصل اسقاط یہی 23.5 درجہ شفق ابیض کی غایت انحطاط 18 درجہ کو اس سے ساقط کیا جائے پھر بھی ساڑھے پانچ درجے کا انحطاط باقی رہا جو یقیناً وقت عشاء ہے جبکہ وقت کافی طویل ہوگا، یہاں اس کے استخراج کی ضرورت نہیں۔

اس اعلان کے لئے نہ کسی سیمنار کی ضرورت پیش آئی نہ کسی مجلس کا انعقاد ہوا بلکہ ایک چھوٹے سے کمرے میں بیٹھ کر میں نے اپنی اس رائے کا اظہار کیا اس کے باوجود مجھے امید ہے کہ ہمارے علماء کرام میں سے کسی کا اس میں اختلاف نہیں ہوگا کہ وہ حضرات واقف ہیں کہ .......سرکار اعلیٰ حضرت نے بلغاریہ کے جس خطہ کے بارے میں یہ حکم صادر فرمایا تھا اس کا عرض ساڑھے انچاس (49.5) درجہ تھا۔ فتح القدیر، بحر الرائق، درمختار میں بھی لفظ "بلغاریہ" سے یہی جگہ مراد تھی۔

صدیوں سے بلغاریہ ایک بہت بڑا ملک تھا اس کا شمالی علاقہ موجودہ ہنگری، بخاریسٹ، کروشیہ، سربیہ، اور رومانیہ تک پھیلا ہوا تھا لیکن آج جنوب میں سمٹ کر ایک چھوٹا سا علاقہ رہ گیا ہے۔ جبکہ رومانیہ کے شمال میں وہ علاقہ موجود ہے جو ساڑھے انچاس (49.5) درجہ عرض شمالی میں واقع ہے۔ آج بھی وہاں سال میں 33 دن تک وقت عشاء نہیں پایا جائیگا، حالانکہ وہ جگہ آج یقینی اعتبار سے بلغاریہ نہیں ہے۔ لٰہذا بلغاریہ سے متعلق یہ مسئلہ بدل چکا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ بدلے ہوئے کا اعلان اتفاق ہے، اور بدل کر اعلان اختلاف ہے۔ آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ "شمع مجلس" کے پروانوں کا رخ کیا ہے اور ان کی جادوئی پروازیں کس طرف ہیں؟

چونکہ ہمارے محقق صاحب نے یہاں مجلس شرعی کا تذکرہ کیا ہے۔ جس کی وجہ سے دل نخواستہ مجھے بھی تذکرہ کرنا پڑا لیکن میرا تذکرہ کرنا دفاعی نوعیت کا ہے جس کی وجہ سے میں معذور ہوں۔

## (نوٹ)

سالار قافلہ ہی نہیں بلکہ ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کا بھی زوردار استقبال ہوگا اگر یہ حضرات یہ ثابت کریں کہ پورے سال میں فلاں تاریخ کو دور حاضر کے بلغاریہ میں وقت عشاء نہیں پایا جائیگا حالانکہ علت کے بدلنے سے بدلے ہوئے حکم کا اعلان میں نے اکیلا کیا ہے۔